ALHAKAM QADIAN

ہفتہ وار

الحکم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار جسکو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مُدیر اعلیٰ:۔
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول:۔
محمود احمد (مجاہد مصری) عرفانی

گر به تیمار تو آرم ہمه چه از قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

قیمت سالانہ
والیان ریاست سے ... ماہ
حکام و امراء سے ...
معاونین سے ...
عوام سے ...
ممالک غیر سے ...

مدینۃ المسیح
قادیان دارالامان سے
ہر انگریزی ماہ کی
۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸
تاریخ کو
خدا کے فضل
اور
رحم کیساتھ
شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ ۲/

جلد ۳۷ نمبر ۱ | ۱۴ر جنوری ۱۹۳۴ء مطابق ۲۷ر رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ | سلسلہ جدید جلد ...

الحکم کا احیاء

آرام ماز خدمت ایں خاک پا کنند
گر طاعتے قضا شدہ باشد

الحمد للّٰہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور

(۱)

"الحکم" کے نظام اجراء میں بعض دقتوں اور مشکلات یا دوسرے اسباب کی وجہ سے کئی مرتبہ خلل واقع ہوا۔ اور میں مجبوراً اسے متواتر جاری نہ رکھ سکا۔ لیکن میرے مخلص دوستوں، میرے محسن و مربی آقا کو معلوم ہے کہ الحکم کے بند کرنے کا خیال یا وہم بھی میرے دماغ میں کبھی نہیں آیا۔ یہ تصور بھی میرے لئے موجب اذیت ہے۔ یہی وہ جذبہ اور جوش ہے جس نے میرے محسن اور مخدوم آقا کے منہ سے میری نسبت ان ارشادات عالیہ کا اظہار کرایا جن کو میں نے اپنے لئے مبارک فال یقین کر کے اپنے نام کے ساتھ

عرفانی کا اضافہ کرلیا

(اللّٰھم اجعلنی کاسمی ' آمین) غرض مختلف اوقات میں الحکم کی اشاعت معرض التوا میں آئی اور یہ میرے بس کی بات نہ تھی۔ تاہم اس قسم کے التواء میرے لئے ہمیشہ نئے تجربہ اور ازدیاد ایمان کا باعث ہوئے۔ اور جن لوگوں کو غلطی سے یہ خیال آتا تھا کہ الحکم کو میں نے ذریعہ معاش کے لئے جاری کیا ہے۔ ان پر واضح ہو گیا کہ الحکم کا اجراء محض سلسلہ کی خدمت کے لئے کیا گیا تھا۔ اور میرا ایمان ہے۔ کہ رب العالمین نے اپنی مخلوق کے رزق و ربوبیت کا خود ذمہ لیا ہے۔ [illegible]

(۲)

۱۹۲۵ء کی پہلی سہ ماہی میں میں ولایت چلا گیا۔ اور ۲۷ ... اور بلاد اسلامیہ کی سیاحت کے بعد واپس آیا۔ اور اسی سفر میں اللہ ... بیت اللہ کی سعادت بھی عطا فرمائی والحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔ اس ... کے پیش آجانے کے باعث الحکم معرض التوا میں رہا۔ مگر مجھ پر کوئی ... کہ میں اس کے فکر اجراء سے غافل رہا ہوں۔

عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب جو "الحکم" کے اس دور جدید کے ... ہیں اسی عرصہ میں مصر چلے گئے۔ اور انھوں نے قاہرہ سے ا... جاری کیا۔ اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ رفتہ رفتہ اسے الحکم کی صورت ... ۱۹۳۰ء میں مجھے بمبئی جانا پڑا۔ اور ۱۹۳۱ء میں سالگرہ کے ... جاری کیا (جو اس وقت تک جاری ہے) سالگرہ بھی الحکم کے ... غرض اس عرصہ میں کبھی الحکم کے احیاء و اجراء کا خیال ...

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ...

قرار دیا۔ اور میں خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ ا...

...ء میں الحکم کا اجرا ہوا تھا
... کہ وہ ایک ربانی تحریک تھا
... ساتھ شروع کیا تھا ۵
...لله یہ آغاز کیا۔
...کھیتا پروانہ کیا
...حضرت مسیح موعود علیہ السلام

... قرار دیں گے!

...مگر خدا کے فضل اور رحم نے الحکم میں قوت پرواز پیدا کر دی۔ اور اس کے پر نکل آئے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان پر جری اللہ فی حلل الانبیاء کا بازو قرار پایا۔ اور کرم دین کے مقدمات کے متعلق جو پیشگوئی فرمائی گئی تھی اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے اسے
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ
کی بشارت میں داخل کر دیا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

(۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال اور رفع کے بعد حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اپنی **تقریر خلافت** میں الحکم کی خدمات کا جس خصوصیت سے مسجد نور میں ذکر فرمایا اسکے لئے **مسجد نور** کی فضا اس تک شاہد ... اور خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے حضرت حکیم ...ظ کو لکھ رکھا ہے۔ پھر آپ نے اپنی زندگی کی ...عتوں میں الحکم کی **اشاعت** کے لئے

...المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں دیدیا

...غہ ہے۔ ۱۹۱۴ء کی تاریخ سلسلہ میں ...۔ اور الحکم اور اسکے چلانے والے ہمیشہ

...**خلیفہ ثانی** ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ... سالانہ اجتماعوں پر اخبارات سلسلہ ...الحکم کی خصوصیات اور مشکلات میں ...تھم ہے اسکے جاری رہنے اور خاکسار ... جذبہ اور جوش کا جن ہمت افزا ...ملفوظات میں شائع شدہ حقیقت ہے

...
...اسکی خصوصیات اور مخصوص ...کے کلمات میں سے ہے۔ ...پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ...ں کہ:

...پہلا اخبار ہے اور ...سلام نے اسے ...خلیفہ اول رضی اللہ ... اسکا ہاتھ ...کے ہاتھ میں دیا

اسکا زندہ رکھنا زندہ قوم کے فرائض میں سے ہی

(۵)

"الحکم" کے موجودہ **عہد التوا کی داستان** اور اسکے اسباب و وجوہ بیان کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ مجھے صرف اسیقدر کہنا ہے کہ بعض احباب کی مخلصانہ اعانت کے مواعید صادقہ نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں اسے پھر جاری کروں اور الحکم کے ذریعے اپنے بچھڑے ہوئے بھائیوں سے پھر ملوں اور

تلافی مافات کروں

الحکم کے اس عہد جدید کے مربیوں کا تذکرہ میں انشاء اللہ پھر کروں گا۔ **الحکم کا نصب العین** حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر کو بلند کرنا۔ اور آپ کے عصر سعادت کی تاریخ کی حفاظت ہے وہ اسی مرکز و محور پر گردش کرے گا۔

میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ سے خصوصاً درخواست کرتا ہوں کہ انھوں نے اس **مقصد عظیم** کے پورا کرنے میں ہمیشہ میرے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اور اب بھی مجھے ان سے یہی توقع ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور اسی قدر گذارش ہے کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اپنی **زندگی کی آخری ساعتوں میں یہ امانت آپکے سپرد فرمائی تھی۔ اسلئے حضور کی دعاؤں کا میں سب سے زیادہ مستحق ہوں: تاکہ میں اس خدمت کو اپنی زندگی کی آخری ساعت تک نبھا سکوں۔**

(۶)

الحکم کے اس عہد جدید میں اس کی ادارت کے فرائض میرے عزیز مکرم **شیخ محمود احمد صاحب عرفانی** ایڈیٹر **اسلامی دنیا** قاہرہ کے سپرد کر دیئے ہیں جس کو یہ عزت حاصل ہے۔ کہ وہ الحکم کا چھوٹا بھائی ہے۔ الحکم کے اجراء سے دو ہفتہ بعد وہ پیدا ہوا تھا۔ اور خدمت سلسلہ کے لئے میں نے اس کی زندگی وقف کر دی تھی۔ وہ فرائض ادارت کی ادائیگی کی پوری قابلیت رکھتا ہے۔ اور جماعت کا ایک بڑا حصہ ان سے واقف ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں الحکم میں کچھ نہیں لکھوں گا۔ نہیں میں الحکم کی خدمت اپنی سعادت اور ذریعہ نجات سمجھتا ہوں۔ اور احباب میرے مضامین **اس میں انشاء اللہ ہر ہفتہ پڑھتے رہینگے** میں سب دوستوں سے دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے۔ اور میں ہر پڑھنے والے سے چاہتا ہوں۔ کہ

وہ میرے ساتھ عملی تعاون کرے

(۷)

الحکم کے آئندہ نظام العمل کے متعلق مجھے سردست کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سر میں بڑے بڑے ارادے اور دل میں عظیم الشان منصوبے الحکم کی بہتری اور ترقی کے بھرے ہوئے ہیں۔ میں نہیں جانتا وہ کیوں کر ہونگے۔؟ ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے میں کبھی مایوس نہیں ہوا۔ اور میری امید اس کی غریب نوازی پر ہمیشہ وسیع رہی ہے۔ اور اب بھی اس کے فضل اور نصرت کو قریب پاتا ہوں۔

الحکم کے موضوع اور پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور نہ اسکی ضرورت۔ الحکم **سلسلہ عالیہ** کا خادم ہے۔ اور سلسلہ کی خدمت ہی اس کا **موٹو** اور **نصب العین** ہے۔

میں جانتا ہوں کہ گذشتہ سالوں میں جو عہد التوا کے سال ہیں بہت بڑا تغیر دنیا میں ہو چکا ہے۔ مگر میرے اغراض و مقاصد میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ان مقاصد کے حصول و تکمیل کے لئے اسباب اور ذرائع میں حالات حاضرہ کے ماتحت تبدیلی ہو جائے۔

مجھے اس امر کا اظہار دلی رنج کے ساتھ کرنا پڑتا ہے کہ اس عہد التوا میں الحکم کے بعض نہایت ہی مخلص اور دیرینہ کرمفرما اور غمگسار قدردان اپنے مولیٰ کریم سے جا ملے جنکا ذکر خیر انشاء اللہ میں الحکم میں کیا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ سب کو فردوس بریں میں درجات عالیہ عطا فرمادے۔ آمین

(۸)

اب آخر میں مجھ کو زندہ خدا کی پرستار اور **زندہ رسول** کی خادم۔ **زندہ قوم** (احمدی جماعت) سے یہ کہنا ہے۔ کہ الحکم کو زندہ رکھنا اس کے فرائض ملی میں داخل ہے۔ میری کمزوریاں اور کوتاہیاں اس کے تعاون میں روک نہیں ہو سکتی ہیں۔ ہر ممکن طریق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے **عہد سعادت کی اس یادگار کو** (جو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے الفاظ میں **آپ کا ایک بازو قرار پایا**) زندہ رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔
الحکم کے متعلق **حضرت اولوالعزم خلیفہ ثانی** ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے عہد خلافت میں جن عظیم الشان ارادوں کو اپنے دل میں رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے اپنے وقت پر اظہار ہوتا رہے گا۔ میں عزم صمیم رکھتا ہوں کہ توفیق ربانی شامل حال ہو تو جلد سے جلد

الحکم روزانہ کر دوں

اور خدا تعالیٰ کے فضل سے میں مایوس نہیں ہوں۔ میں ... روزانہ ہونے کی ضرورت عرصہ سے محسوس کر رہا ... تعجب ہے کہ اب وہ وقت قریب تر ہو جائے۔ اور میں ... میں کامیاب ہو جاؤں۔

(۹)

الحکم کی تجدید اشاعت کے متعلق ان چند تمہیدی جملو...
پھر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں کہ اس نے مجھے پھر موقعہ دیا کہ میں الحکم ... سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کر سکوں۔ میں اپنی کمزوری کو محسوس ... اور وہ میرے سامنے ہے۔ مگر مولیٰ کریم کے فضل کو دیکھتا ہوں کہ ... اس نے اپنے محض فضل سے مجھے **حضرت اولوالعزم** ... عہد سعادت تک زندہ رکھا۔ اور اس کے دامن سے وا... سعادت و عزت سے مجھے بہرہ ور فرمایا۔

حق کے دشمنوں نے مجھے اسکی محبت میں ... میں اس حقیقت کو اس بنیاد پر لاکھ مرتبہ ترجیح د... عداوت اور مخالفت کی طرف لیجاتی ہو۔ میں اس ... کی محبت کی آگ کو اپنے سینے میں مشتعل دیکھنا چاہتا ... خس و خاشاک کو جلا کر **سینہ کو منور کر د...** یہ محبت اور اس کی وفادارانہ اطاعت خدا تعالیٰ کو ... کوئی وجہ نہیں کہ اس فضل و سعادت کے عہد میں ... میں اپنے تمام دیرینہ مخلص دوستوں سے التماس کر... قدیم (الحکم) کیلئے ہر ممکن مدد سے دریغ نہ کریں اور ... کی تباہی ہوئی خیر و سعادت کی راہوں کی طرف لو...

الحکم کے اجراء پر حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا اظہارِ مسرت

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار

الحکم کے احیاء و اجراء کی خبر پر میرے محسن و آقا حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جس مسرت کا اظہار فرمایا ہے۔ اور جن الفاظ میں اپنے ہیچمرز خادم کو نوازا ہے۔ میں اور میری نسلیں دنیا کے آخر ہونے تک اس کی شکر گزاری کرنے پر بھی عہدہ برا نہیں ہو سکتی تھیں۔ ان چند سطور کے اندر ایک دفتر مخفی ہے۔ اور اس ایمانی کیفیت کی تفسیر ہے جو اس اولوالعزم کے سینہ کے اندر بھری ہوئی ہے۔ میں اپنی کمزوریوں۔ غفلتوں اور خطا کاریوں سے خوب واقف ہوں۔ لیکن خدائے غفور الرحیم نے محض اپنے فضل سے مجھے موقعہ دیا کہ الحکم کے ذریعہ اس نعمت بقا کو حاصل کر دں۔ اپنی آنیوالی موجودہ نسلوں کو میں کہتا ہوں کہ یہ عظیم الشان شرف جو الحکم کے ذریعہ ملا ہے۔ اس کی حفاظت کریں کہ یہی ان کی نجات اور دنیا و آخرۃ میں احترام کا ذریعہ ہے۔ میں ان دوستوں کو بھی بشارت دیتا ہوں۔ جنھوں نے الحکم کے اس اجراء کے لئے میرے ساتھ تعاون کیا ہے۔ یا جو کریں گے وہ یاد رکھیں کہ الحکم کے احیاء و بقا کے لئے ان کا تعاون ان کو بھی زندہ جاوید بنا دے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے پیغام کو پڑھ کر یقیناً ہر ایک مخلص چاہیگا کہ وہ الحکم کے احیا و بقا میں شریک ہو کر زندہ جاوید بن جاوے۔ میں دعا کرتا ہوں اور احباب سے دعا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور میری نسلوں کو توفیق دے کہ وہ اسے ہر موت سے قبول کر کے زندہ رکھیں۔ آمین

(خادم عرفانی)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا مکتوب مبارک

مکرمی شیخ صاحب!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ پھر الحکم جاری کرنے لگے ہیں اللہ تعالیٰ برکت دے اور اس ارادہ کی تکمیل کے سامان پیدا کر دے۔

الحکم سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے۔ اور جو موقع خدمت کا اسے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری زمانہ میں اُسے اور بدر کو ملا ہے۔ وہ کروڑوں روپیہ خرچ کر کے بھی۔ اور کسی اخبار کو نہیں مل سکتا۔

میں کہتا ہوں کہ الحکم اپنی ظاہری صورت میں زندہ رہے یا نہ رہے۔ لیکن اسکا نام ہمیشہ کیلئے زندہ ہے سلسلہ کا کوئی مہتم بالشان کام اسکا ذکر کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تاریخ سلسلہ کا حامل ہے۔ لیکن دل یہی چاہتا ہے کہ الحکم جس کا نام ہی بتا رہا ہے۔ کہ ابتدائے ایام سے سلسلہ کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا درجہ سمجھتے تھے۔ اپنی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی نسل کو اس خدمت کی ہمیشہ توفیق دیتا رہے۔ اللھم آمین

خاکسار

مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

(۱۷ جنوری ۱۹۳۴ء)

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانح حیات اور شمائل و اخلاق و عادات پر ایک مستقل تالیف میں مختلف حصص کی صورت میں شائع کر رہا ہوں۔ جس کا نام **حیات احمد** ہے۔ اس کے متعدد حصص شائع ہو چکے ہیں۔ اور اسی تالیف کے ایک مستقل سلسلہ کا نام سیرۃ مسیح موعود ہے جس میں حضور کے شمائل و اخلاق کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے اور اس کے تین حصے شائع ہو چکے ہیں۔ بایں حضور کے وصال کے بعد **الحکم کی خصوصیات** میں یہ امر داخل رہا ہے کہ وقتاً فوقتاً آپ کی سیرۃ اور سوانح کا ایک ورق شائع ہوتا رہے الحکم کے اس **دور جدید** میں یہ خصوصیت نمایاں رہے گی۔ کبھی اس عنوان سے اور کبھی "گذشتہ صحبتوں کی یاد" کے عنوان سے حضور کی سیرۃ و سوانح کا ذکر انشاء اللہ کرتا رہوں گا۔ اسلئے کہ

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

اس سے ایمان میں ترقی اور عملی قوتوں میں بابرکت حرکت پیدا ہوتی ہے۔ میں **حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ** سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ اگر کوئی واقعہ ان کو معلوم ہے۔ خواہ ان کی ذات سے متعلق ہو یا انکے سامنے ہوا ہو۔ جس سے حضور کی سیرۃ کے کسی پہلو پر روشنی پڑتی ہو۔ تو وہ دفتر الحکم میں بھیجدیں۔ تاکہ شائع ہو کر ان کیلئے ایک **صدقہ جاریہ** کا کام دے۔ (عرفانی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تنہائی کی گھڑیوں کے کام

۳۳ برس گذرے ۱۹۰۰ء کی آخری سہ ماہی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعض ضروری تصانیف میں مشغول تھے اور اسوجہ سے باہر کم بیٹھنے کا موقع ملتا تھا۔ بلکہ نماز بھی جمع ہو رہی تھی۔ اور اس پیشگوئی کا پورا ہونا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی نسبت فرمائی تھی کہ اسکے لئے نماز جمع کی جائے گی۔

انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں مختلف قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور ان کی بصیرت و معرفت بھی مختلف ہوتی ہے اور خدا کے مامور و مرسل خداداد فراست و معرفت کی بناء پر اپنی جماعت کی اصلاح و تربیت اور مختلف امراض روحانی و اخلاقی کے ازالہ کے لئے وقتاً فوقتاً ہدایات فرماتے رہتے ہیں۔ ان ایام میں جبکہ حضور کو ان اہم تصنیفات کیوجہ سے باہر بیٹھنے کا موقعہ کم ملتا تھا۔ بعض غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے ۲۱ ستمبر ۱۹۰۰ء کو ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ جس کو حضرت **مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبدالکریم** رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مکتوب میں بعض مخلص دوستوں کو لکھا۔ اور جسے خاکسار عرفانی نے حاصل کر لیا۔ حضرت مخدوم الملۃ کا ایک مخصوص طریق تھا کہ وہ سلسلہ کے بعض مخلص احباب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبتوں کے پرلطف اور ایمان افزا تذکرے خطوط میں اسطرح پر لکھا کرتے تھے کہ وہ خط گشت کیا کرے۔ مثلاً انھوں نے لاہور میں حضرت اخویم میاں تاجدین رضی اللہ عنہ کو لکھا۔ اور انھوں نے پڑھ کر سیالکوٹ حضرت میر حامد شاہ رضی اللہ عنہ کو بھیجدیا۔ اور انھوں نے پڑھنے اور جماعت کو سنانے کے بعد اسے پشاور یا کسی دوسری جگہ بھیجدیا۔

آج جو ورق حضور کی سیرۃ کا پیش کیا جا رہا ہے یہ اسی **گرانمایہ متاع** کا ایک حصہ ہے۔ اور آج الحکم کے پڑھنے والے اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان کی **خوش بختی** کا کیا مقام ہے وہ تصور کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ایک نہایت مختصر جماعت کے حلقہ میں **مسجد مبارک** میں دیوار کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ اور بصیرت افروز اور ایمان افزا تقریر میں اپنے خدام کو خطاب کر رہے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہو گا کہ حضور کو اپنے خدام سے کسقدر محبت تھی اور مہمانوں کے اکرام کا کسقدر جوش تھا۔ **اکرام ضیف** سنت انبیاء ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس خصوص میں ایک خاص شان رکھتے تھے۔ جس کا مفصل تذکرہ میں نے **سیرۃ المسیح الموعود علیہ السلام** میں کیا ہے۔ احباب اسے منگوا کر پڑھیں۔

پھر ان ارشادات سے پتہ لگے گا کہ حضور کے دل میں اپنی جماعت کی بہتری اور بھلائی کے لئے کیا تڑپ تھی میں صرف واقعات اور ارشادات کو پیش کرتا ہوں۔ سیرۃ کی جو خصوصیات ان سے پیدا ہوتی ہیں ان پر آپ خود غور کریں (عرفانی)

ارشاد فرمایا

میں آجکل بہت کم بیٹھتا ہوں۔ کسی نووارد مہمان کے دل میں خیال گزرے کہ اس کی خاطرداری میں تساہل ہوا۔ بلکہ میں نے سنا ہو کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہاں سفید پوش اور کہنہ پوش میں امتیاز ہوتا ہے۔ **فرمایا** اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں تنہائی میں جو بیٹھتا ہوں تو

اپنے دوستوں کے بہبود کیلئے

یا تو ان کے لئے دعا کرتا ہوں بعض کے نام لے لے کے اور جن کے نام یاد نہیں انھیں خدا تعالیٰ کے علم کے حوالہ کرتا ہوں۔ یا انھیں کے علوم کی زیادہ اور قوت ایمانی کی ترقی کیلئے کتابیں لکھتا ہوں۔ پھر مثال دے کر **فرمایا** کہ

مہربان ماں اپنے ناتواں بیکس بچے کو چھوڑ کر باورچی خانہ میں جا کر تنہا بیٹھتی۔ اور اس کے لئے کھانا طیار کرتی ہے ممکن ہے کہ نادان بچہ یا کوئی ناواقف خیال کرے کہ وہ ستم کر کے بچہ کو چھوڑ گئی ہے۔ مگر

دانا جانتا ہے کہ اس کی تنہائی بھی بچہ کیلئے ہے

فرمایا اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کسقدر مجھے فکر لگی رہتی ہے کہ کسی **مہمان کا دل آزردہ نہ ہو۔** اور میں **بجز متقی کے کسی کو ترجیح نہیں دیتا۔** میرا اصول یہی ہے

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

یہ **ارشادات** آپکی مہمان نوازی اور تقویٰ پسندی کی بہت بڑی تشریح اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اسے میں قارئین کرام کے اپنے فہم اور مذاق پر چھوڑ دیتا ہوں۔ اور ایک اور پہلو آپ کی سیرۃ کا پیش کرتا ہوں۔

(۲)

تزکیہ نفوس اور اظہار الدین کیلئے جوش

بعض احمق حقائق سے ناواقف لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان کلمات و ارشادات سے جو آپ جماعت کے تقویٰ و طہارت کے اعلیٰ مقام پر پہنچنے کے لئے فرماتے آپکی جماعت پر اعتراض کے رنگ میں دیکھا کرتے ہیں۔ مگر یہ ان کی حماقت کا ثبوت ہے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ ماموروں اور مرسلوں کا مقام اور معیار بہت بلند ہوتا ہے۔ وہ اپنے متبعین میں معمولی نقص اور کمزوری کو بھی دیکھنا نہیں چاہتے۔ بلکہ ان کے کامل تزکیہ نفس کی کوشش اور آرزو کرتے ہیں۔ جہاں وہ جماعت کو لے جانا چاہتے ہیں۔ وہ سب سے بلند اور اعلیٰ ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہ تھے آپکی سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ آپکی جماعت تقویٰ اور طہارت کے اعلیٰ مقام پر ہو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جو حملے ہو رہے ان کا کلی استیصال ہو جاوے۔ چنانچہ ان ہر دو مقاصد کا اظہار آپنے ۲۹ر جون ۱۹۰۰ء کی بات کو جن الفاظ میں فرمایا۔ وہ حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مکتوب کے ذریعہ حضرت میر حامد شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کو پہنچائے اور وہ حسب ذیل ہیں۔

فرمایا

دو پہاڑ میرے سینہ پر دھرے ہوئے ہیں اور اسی غم نے مجھے گداز کر رکھا ہے

(۱) ایک یہ کہ قوم میں اندرونی طور پر تقویٰ و طہارت اور خدا تعالیٰ سے جیسا مصفیٰ تعلق ہونا چاہیئے ہو۔

(۲) یہ کہ بیرونی طور پر اسلام پر جو حملے ہو رہے ہیں۔ وہ بڑے خطرناک ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تڑپ اور یہ سوز و گداز بتا رہا ہے کہ آپکی بعثت کی غرض کیا تھی؟

عقل و خرد سے عاری اور سنن انبیاء کے ناواقفوں نے آپکے اسی قسم کے الفاظ کو جماعت کے نقص اور آپکی نعوذ باللہ ناکامی پر محمول کیا ہے۔ کاش! انھیں علم و معرفت دیجاتی کہ انبیاء علیہم السلام کا مقصود اور نصب العین کتنا بلند اور عظیم الشان ہوتا ہے۔ خدا میں محبت اور اس کی معرفت اور بصیرۃ پھر اس میں زندگی اور بقا انبیاء کی بعثت کا اصل مقصد ہوتا ہے۔ پھر کیا یہ معمولی بات ہے اور کیا **انسانی روح** جو لا انتہا ترقی کرنا چاہتی ہے خدا کے نبی کسی ایک مقام پر جا کر اسے کھڑا کر کے آیندہ ترقیات کے دروازے کو بند کر سکتے ہیں پس جب وہ اپنی جماعت کی کسی کمزوری کا ذکر کرتے ہیں تو وہ اسی انتہائی نقطہ خیال سے جو خدا کی معرفت اور تقویٰ و طہارت کے لحاظ سے انکے زیر نظر ہوتا ہے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ تڑپ لگی ہوئی تھی ایک اور موقعہ پر آپنے اسی سوز و گداز کو اس شعر میں ظاہر کیا ہے ؎

این دو فکر دین احمد مغز جان ما گداخت ٭ کثرت اعدائے ملت قلت انصار دیں۔

بہر حال حضور علیہ السلام کی اعلیٰ پاکیزہ فطرت اور اسلامی غیرت و حمیت کیلئے ایک خاص جوش اور تڑپ کا اظہار ان الفاظ سے ہے۔ بڑی مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھائے۔

آج سے پچاس سال پیشتر کے حالات و مقالات

اس عنوان کے نیچے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ حالات و مقالات درج کئے جایا کرینگے۔ جو آج سے پچاس سال پیشتر کے ہیں۔ اسوقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی دعویٰ مسیح موعود یا مہدی معہود کا نہ تھا۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ حضور خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور و ملہم ہو کر براہین احمدیہ کی تصنیف و اشاعت کا کام کر رہے تھے۔ اور اس میں حضور کی آئندہ زندگی کے متعلق بہت سی بشارتیں اور پیشگوئیاں موجود تھیں۔ لیکن جب تک خدا تعالیٰ کی کھلی کھلی وحی نے آپکو منصب مسیحیت و مہدویت پر ممتاز نہ فرمایا۔ آپنے کوئی دعویٰ نہ کیا تھا۔ غرض اس عنوان کے نیچے اس عہد کے واقعات شائع ہوتے رہینگے (انشاء اللہ العزیز) (عرفانی)

حضرت مسیح موعودؑ کی تربیت ربانی اور قبول دعا

۱۸۸۴ء کے آغاز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے تھے **براہین احمدیہ** کی تالیف و ترتیب میں مصروف تھے۔ لوگوں کی آمد و رفت شروع ہو چکی تھی۔ مگر بہت ہی کم۔ ان ایام میں براہین احمدیہ کے کام کیوجہ سے بعض لوگوں کے شدید مطالبات تھے۔ اور پچاس روپیہ کی سخت ضرورت تھی۔ آپکے پاس ساری تدبیر اور مساعی کے قائمقام دعا ہی کا حربہ تھا چنانچہ آپنے اخیر دسمبر یا اوائل جنوری غالباً یکم یا ۲ جنوری ۱۸۸۴ء کو اس مشکل پیش آمدہ کے لئے دعا کی اور ۳ جنوری ۱۸۸۴ء کو الہام ہوا۔

بجُن قبولی دُعا بنگر کہ چہ زود دعا قبول میکنم

اور ۶ جنوری ۱۸۸۴ء کو پچاس روپیہ مرسلہ میر عباس علی صاحب لودہانوی پہنچ گئے۔ جو یقیناً ۳ جنوری کو روانہ کئے گئے ہونگے۔

عجیب تر اور بصیرت افروز جو امر ہے وہ یہ ہے کہ اسقدر بالفعل ضرورت تھی اور وہی رقم خدا نے بھجوا دی۔ اس خداداد حسن قبول دعا کا ذکر آپنے ۷ جنوری ۱۸۸۴ء کے ایک مکتوب میں فرمایا ہے۔ جو آپکی ترقی ایمان کا باعث ہوا۔ اس مکتوب کے پڑھنے سے حضور کی سیرۃ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے عشق و محبت میں آپ کی سرشاری اپر توکل و اعتماد کا رنگ۔ انکساری اور خاکساری کا غلبہ۔ اور دعاؤں کی قبولیت پر یقین۔ یہ تمام امور آج سے **نصف صدی پیشتر** کے ایک مکتوب سے ظاہر ہیں۔ جسکو میں ترقی ایمان کے لئے یہاں درج کرتا ہوں:۔ (عرفانی)

"مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعدہٗ ا مبلغ پچاس روپیہ مرسلہ آپکے پہنچ گئے۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا۔ اب یہ عاجز یوم شنبہ امرتسر جانے کو تیار ہے۔ اور انشاء اللہ وہیں سے آپ کی خدمت میں خط لکھے گا۔ آپنے جو خواب دیکھی انشاء اللہ القدیر بہت بہتر ہے۔ انسان کو بغیر راست گوئی چارہ نہیں اور انسان سے خدا تعالیٰ ایسی کوئی بات پسند نہیں کرتا جیسے اس کی راست گوئی کو۔ اور راست یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا اس عاجز سے ایک عجیب معاملہ ہے کہ اس جیسے شخص پر اس کا لطف اور احسان ہے۔ کہ اپنی ذاتی حالت میں احقر و ارذل عباد ہے۔ زہد سے خالی اور عبادت سے عاری اور معاصی سے پُر ہے۔ سو اسکے تفضلات تحیر انگیز ہیں۔ خدا تعالیٰ کا معاملہ اپنے بندوں سے طرز واحد پر نہیں۔ اور توجہات اور اقبال اور فتوح حضرت احدیت کی کوئی ایک راہ خاص نہیں۔ اگرچہ طریق مشہورہ ریاضات اور عبادات اور زہد اور تقویٰ ہے۔ مگر ماسوا اسکے ایک اور طریق ہے جس کی خدا تعالیٰ کبھی کبھی آپ بنیاد ڈالتا ہے۔ کچھ دن گذرے ہیں کہ اس عاجز کو ایک عجیب خواب آیا۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک مجمع زاہدین اور عابدین ہے۔ اور ہر ایک شخص کھڑا ہو کر اپنے مشرب کا حال بیان کرتا ہے۔ اور مشرب بیان کرنے کیوقت ایک شعر موزوں اُس کے منہ سے نکلتا ہے جس کا اخیر لفظ قعود، سجود اور شہود وغیرہ آتا ہے۔ جیسے یہ مصرع

تمام شب گذرانیم در قیام و سجود

چند زاہدین اور عابدین نے ایسے ایسے شعر اپنی تعریف میں پڑھتے ہیں۔ پھر اخیر پر اس عاجز نے اپنے مناسب حال سمجھ کر ایک شعر پڑھنا چاہا ہے۔ مگر اسوقت وہ خواب کی حالت جاتی رہی۔ اور جو شعر اس خواب کی مجلس میں پڑھنا تھا وہ بطور الہام زبان پر جاری ہو گیا۔ اور وہ یہ ہے۔

طریق زہد و تعبد ندانم اے زاہد
خدائے من قدمم راند براہِ داوٗد

سو سچ ہے کہ یہ ناچیز زہد اور تعبد سے خالی ہے۔ اور بجز عجز و نیستی اور کچھ اپنے دامن میں نہیں۔ اور وہ بھی خدا کے فضل سے نہ اپنے زور سے جو لوگ تلاش کرتے ہیں۔ وہ اکثر زاہدین عابدین کو تلاش کرتے ہیں۔ اور یہ بات الحکیم ہمیں آپکے مبلغ پچاس روپے عین ضرورت کیوقت پہنچے۔ بعض آدمیوں کے بیوقت تقاضا سے بالفعل پچاس روپیہ کی سخت ضرورت تھی۔ دعا کے لئے یہ الہام ہوا:۔

"بجن قبولی دعا بنگر چہ زود دعا قبول می کنم"

۳ جنوری ۱۸۸۴ء کو یہ الہام ہوا۔ ۶ تاریخ کو آپ کا روپیہ آ گیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

۷ جنوری ۱۸۸۴ء ۸ ربیع الاول ۱۳۰۱ھ

خاکسار مرزا غلام احمد

پچاس سال پیشتر کے الہامات و رؤیا و کشوف

انشاء اللہ العزیز کوشش کی جائے گی کہ پچاس سال پیشتر کے الہامات اور رؤیا و کشوف بھی مع حوالہ و اسناد درج کئے جایا کریں۔ (عرفانی)

(۱) ۳ جنوری ۱۸۸۴ء

بجُن قبولی دعا بنگر کہ چہ زود دعا قبول میکنم

(نوٹ عرفانی) یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۳ جنوری ۱۸۸۴ء مطابق ۳ ربیع الاول ۱۳۰۱ھ کو ہوا۔ جس کو خاکسار نے مکتوبات احمدیہ کی پہلی جلد میں شائع کر دیا۔ اس الہام کا شان نزول خود حضور نے فرمایا یہ ہے:۔ کہ

"بعض آدمیوں کے بے وقت تقاضا سے بالفعل پچاس روپیہ کی ضرورت تھی۔ دعا کے لئے یہ الہام ہوا کہ ۳ جنوری کو یہ الہام ہوا۔ اور ۶ جنوری کو لودہانہ سے پچاس روپیہ کا منی آرڈر آ گیا۔ یہ الہام حضور کی قبولیت دعا کا ایک بہت بڑا نشان ہے)

(۲) اواخر دسمبر ۱۸۸۳ء یا اوائل جنوری ۱۸۸۴ء ؎

طریق زہد و تعبد ندانم اے زاہد
خدائے من قدمم راند براہِ داوٗد

(نوٹ از عرفانی) پہلے کالم میں جو حالات و مقالات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لکھے ہیں۔ ان میں وہ مکتوب پورا آ گیا ہے۔ اور اسی میں اس الہام کا شان نزول مع اس رؤیا کے جو اس سے پیشتر آپنے دیکھی درج ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصانیف میں مختلف مقامات پر مختلف رنگوں میں اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ آپ کی روحانی تربیت کا رنگ بالکل دوسرا ہے۔ اور عام صوفیوں کی طرح آپنے مجاہدات شاقہ نہیں کئے۔ یعنی ایسے مجاہدات جو عام طور پر یہ لوگ کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کی روحانی تربیت کا رنگ ہی اور ہے۔

حضرت کے اس قسم کے کلام میں۔ جو آپ کی تصانیف میں اظہار انکسار اور کمال عبودیت کے رنگ میں آتا ہے۔ یہ دھوکہ نہیں کھانا چاہیے کہ آپنے مجاہدات کئے ہی نہیں۔ نہیں آپکے مجاہدات کی شان بے انتہا بلند ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی وحی کے ماتحت آپنے متواتر کئی ماہ تک مخفی طریق پر روزے رکھے۔ آپکے قلب پر توحید اور تفویض الی اللہ کا بہت بڑا غلبہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے تفضلات اور برکات ہی پر آپکی نظر رہی ہے۔ آپکی روحانی تربیت اور طرز عمل میں جو شان نمایاں ہے۔ وہ **طریق انبیاء** ہے۔ اور اس الہام میں بھی آپکے مشرب کا اظہار **سنت داوٗدی** قرار دے کر کیا ہے۔

فافہم وتدبّر

سمندر پار کا ایک مکتوب

عیسویت کے گہوارہ روما سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے کا خط

میں ذیل میں عزیز مکرم صاحبزادہ مظفر احمد صاحب بی۔ اے۔ خلف الرشید حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کا ایک تازہ ترین مکتوب درج کرتا ہوں۔ جو انھوں نے روما دار الخلافہ اٹلی سے ہوائی ڈاک کے ذریعہ اپنے محترم والد صاحب کی خدمت میں لکھا ہے۔ میں اس مکتوب کو ایک خاص مقصد سے شائع کر رہا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنے ماننے والوں میں دعا کی اہمیت اور اس کی قبولیت کے متعلق ایک غیر متزلزل ایمان پیدا کرتا ہے۔ صاحبزادہ مظفر احمد صاحب جیسا کہ قارئین الحکم کو معلوم ہوگا۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے ولایت تشریف لے گئے ہیں۔ ایام کرسمس میں وہ اٹلی تشریف لے گئے۔ جہاں گورنمنٹ نے مشرقی طلباء کی **کانفرنس** کا انعقاد کیا ہے۔ خط بجائے خود نہایت دلچسپ معلومات سے لبریز ہے۔ لیکن میں اسے ان دلچسپیوں کی وجہ سے شائع نہیں کر رہا۔ بلکہ اس حلیہ کے نشوونما کے لئے کہ **دعاؤں پر ہمارا ایمان مضبوط ہو**۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی روما تشریف لے گئے تھے۔ اور مسیحیت کے اس ابتدائی مرکز اور گہوارہ میں آپکا تشریف لے جانا خالی از حکمت نہیں۔ اٹلی میں مذہب کی طرف انشاء اللہ ایک ایسا انقلاب ہوگا۔ جو احمدیت کی اشاعت کا موجب ہو جائے گا۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے کا وہاں جانا بھی ایک تاریخی اہمیت انشاء اللہ العزیز رکھے گا۔ میں قارئین الحکم کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ عزیز مکرم صاحبزادہ مظفر احمد صاحب کی کامیابی کے لئے دعا کرتے رہیں۔ اور یہ بھی کہ خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ احمدیت کی اشاعت و تبلیغ کے راستے کھولدے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح موعود

پیارے ابا جان!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے افسوس ہے کہ گذشتہ ہفتہ کوئی خط نہیں لکھ سکا۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ ہم لندن سے ۱۷ر تاریخ شام کو روانہ ہوئے۔ ۱۸ر تاریخ کی شام کو ۱۱½ بجے پیرس سے روم کے لئے روانہ ہوئے۔ روم ۲۰ر تاریخ کو صبح کے ۷½ بجے بخیریت پہنچے۔ زبان اور شہر کی ناواقفیت کی وجہ سے ایئر میل خط نہ ڈال سکا۔ ٹھیک وقت پر پتہ نہ لگا کہ کب نکلتی ہے۔ اسلئے خط نہ روانہ کر سکا۔ امید ہے درد صاحب کی طرف سے خط آ گیا ہوگا۔ جیسا کہ میں نے لندن سے آخری خط میں یہ لکھا تھا کہ شاید ان کرسمس کی چھٹیوں میں باہر کہیں جاؤں۔ اور پھر بعد میں اس کا فیصلہ ہو گیا تھا کہ روم جایا جائے۔ یہ ٹرپ بڑا شاندار اور مفید رہا ہے ہمارا سیکنڈ کلاس کا کرایہ مدین سے جہاں سے فرانس کی حد ختم اور اٹلی کی حد شروع ہوتی ہے آنے جانے کا اٹلی کی گورنمنٹ نے دیا۔ اسکے علاوہ ہمارا رہنے کا انتظام بھی اٹلی گورنمنٹ کی طرف سے تھا۔ ۲۰ر سے ۲۷ر تک ہم اٹلی گورنمنٹ کے مہمان تھے گورنمنٹ کی طرف سے ہمارے لئے سیر وغیرہ کا بھی انتظام تھا۔ تین چار دفعہ ایکس کرشن کے لئے لے گئے ایک بڑی بس آ جاتی تھی اور اس میں ۳۰ ہم کے قریب بیٹھ جاتے تھے۔ ساتھ ہمارے ایک گائیڈ دے دیتے تھے۔ اور وہ مشہور تاریخی مقامات پر ہمیں لے جاتا تھا۔ اور ایکس پلین کرتا تھا۔ یہ سارا انتظام گورنمنٹ کی طرف سے مفت تھا۔ اسکے علاوہ پروگرام میں اور بھی بہت سی باتیں تھیں۔ ایکدن مسولینی نے بھی سب کو ایڈرس کیا۔ یونیورسٹی (روم) کی طرف سے بھی ایڈریس وغیرہ پڑھے گئے۔ آج پوپ کو ملنے گئے تھے **اس نے بھی تقریر کی**۔ آج شام کو لارڈ میئر آف روم ..... کی طرف سے ری سیپشن ہے۔ اور پھر شام کو اوپیرا مفت دکھایا جائے گا۔ لندن پہنچکر آپ کو پروگرام روانہ کروں گا۔ گورنمنٹ اٹلی نے اس اجتماع کا نام ایشیاٹک سٹوڈنٹس کانفرنس رکھا ہے

گورنمنٹ کا مقصد یہ ہے کہ ایشیاء سے جو طالب علم یورپ پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔ وہ روم بھی آیا کریں۔ اسکے لئے وہ بعض حالات میں وظائف بھی دینگے۔ اس کانگرس میں تقریباً ۶۰ ہندوستانی طالب علم جو یورپ کے مختلف ملکوں سے آئے ہیں۔ وہ شامل ہوئے۔ سب سے زیادہ تعداد میں چینی طالب علم شامل ہوئے۔ ان کی تعداد ۱۰۰ کے قریب ہے۔ اس کے علاوہ عرب ترک جاپانی کافی تعداد میں شامل ہوئے۔ کل تعداد میرے خیال میں ۵۰۰ کے قریب ہے۔ شاید اس سے زیادہ ہو یا کچھ کم۔ ان سب کا انتظام گورنمنٹ کی طرف سے مختلف ہوٹلوں میں ایک ہفتہ کے لئے کیا گیا ہے۔ آج آخری دن ہے۔ کل ہمارا ارادہ نیپلز جانے کا ہے۔ مگر یہ اسی صورت میں ہوگا اگر ہمیں کونسیشن ملگیا نیپلز کے بعد پھر انشاء اللہ فلورنس اور میلان ٹھیرتے ہوئے لندن واپس جائینگے۔ خیال ہے انشاء اللہ ۲ر جنوری تک واپس پہنچ جائینگے۔ ملک عبد اللہ خالد بھی ہمارے ساتھ ہی ہیں۔ عبد العزیز صاحب سیالکوٹی بھی اس ٹرپ میں ہمارے ساتھ آئے ہوئے ہیں۔ آپ کو السلام علیکم کہتے ہیں۔ محمد اقبال شیدائی بھی آپکو السلام علیکم کہتے ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ وہ آپ سے مدت ہوئی ملے تھے۔ قادیان بھی آئے تھے۔ سیالکوٹ کے ہیں۔ اس ٹرپ کے ارینج کرنے میں اُن کا بہت حصہ ہے۔ انھوں نے ہی درد صاحب کو لکھا تھا کہ لندن سے جو ہندوستانی طالب علم جانا چاہیں۔ وہ اُن کے نام بھجوا دیں۔ تاکہ ٹکٹوں وغیرہ کے لئے گورنمنٹ آف اٹلی کو لکھدیا جائے۔ ہم پیرس صبح پہنچے تھے۔ اور اسی دن شام کو ۱۱½ بجے روانہ ہو گئے تھے۔ شیدائی صاحب کے ہی ٹھیرے تھے۔ کیونکہ درد صاحب نے لکھا تھا کہ اُن ہی کے پاس چلے جانا وہ آگے سب کچھ انتظام کر دینگے۔ وہ بھی روم ٹرپ کے ساتھ ہی آئے ہوئے ہیں۔ شیدائی صاحب کو ہندوستان چھوڑے چودہ پندرہ سال ہو گئے ہیں۔ ظفر ساتھ نہیں آیا۔ شاید کچھ گھبرا گیا تھا۔ اور ساتھ یہ وجہ بھی تھی کہ وہ کہتا تھا کہ میں ابھی سیٹل نہیں ہوا اور اگر اب چلا گیا تو پھر سیٹل ہوتے ہیں اور دیر ہو جائیگی روم میں پرانی تاریخی عمارتیں کھنڈرات بے شمار ہیں اور نہایت عمدہ ہیں سینٹ پال اور سینٹ پیٹر کے گرجے نہایت ہی شاندار اور قابل دید ہیں۔

سینٹ پال کا گرجا تو بہت بڑا ہے۔ دنیا میں سب سے بڑا گرجہ ہے۔ اندر بہت عمدہ سٹیچو سنہری کام اور تصویریں موزک ورک کی بہت عمدہ ہیں اس کی چھت ۱۷۰ فٹ بلند ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی شاندار عمارتیں ہیں۔ پوپ کا محل بھی بہت عمدہ ہے۔ اندر سے تمام سنہری کام اور پینٹنگ وغیرہ سے آراستہ ہے۔

یہاں سردی لندن کی نسبت بہت ہی کم ہے۔ دھوپ خوب نکلتی ہے۔ بس ہندوستان کی طرح کی سردی ہے۔ عمارتیں بڑی اچھی اور فراخ ہیں۔ سڑکیں وغیرہ بہت کھلی ہیں۔ یہ ٹرپ بہت اچھا اور مفید رہا ہے۔

اُمید ہے گھر میں سب خیریت ہوگی **رمضان کے مبارک ایام ہیں۔ اماں جان کی خدمت میں السلام علیکم اور خاص طور پر دعا کے لئے عرض کر دیں۔ پھوپی جان کی خدمت میں السلام علیکم اور درخواست دعا۔** اماں جان کو سلام۔ آپا کو سلام۔ حمید۔ امۃ الحمید۔ منیر کو سلام مبشر۔ مجید۔ مومن کو پیار

میرے لئے دعا فرماتے رہا کریں

آجکل جلسہ کے ایام ہونگے۔ آج شاید جلسہ کا آخری یا دوسرا دن ہو۔ قادیان میں لوگ کاموں میں مصروف ہونگے۔ رونق بھی خوب ہوگی۔

خاکسار

مظفر احمد

۲۷ دسمبر ۱۹۳۳ء

قرآن کریم کے حقائق و معارف

(حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے درس کی روشنی میں)

الحکم کے اس دور جدید کی خصوصیتوں میں سے یہ بھی ایک خصوصیت ہے۔ کہ مستقل طور پر خدا تعالےٰ کے فضل و رحم سے قرآن مجید کے حقائق و معارف درج ہوتے رہیں گے۔ ابھی میں یہ اعلان نہیں کر سکتا کہ وہ کس ترتیب اور اصل پر ہوں گے۔ لیکن یہ امر زیر نظر ہے۔ کہ ہر پہلو سے قرآن کریم کی عظمت و جلال کا اظہار ہو۔ ان حقائق و معارف کے بیان کرنے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کا کلام میرے لئے مشعل راہ ہوگا۔ سردست میں اس سلسلہ کا آغاز اس درس کی روشنی میں کرتا ہوں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۹۲۸ء میں دیا تھا۔ میں نے اس درس کو اسی وقت مرتب کیا تھا۔ میں نے اس کی ترتیب اپنے طرز کے موافق کی ہے۔ اس لئے اگر اس میں کوئی کوتاہی ہو۔ تو اس کی ذمہ واری مجھ پر ہے۔ جو احباب اس درس میں شریک تھے اور جنھوں نے نوٹ لئے تھے۔ وہ اس کو پڑھ کر انشاء اللہ یقیناً محظوظ ہوں گے۔ میں نیازمندانہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ میرے لئے احباب دعا فرماویں۔ کہ اس سلسلہ کو جاری رکھ سکوں ٭ عرفانی

سُورۃ یونس رکوع نمبر (۳)

(نوٹ) ان نوٹوں کو پڑھنے سے پہلے اصل رکوع کی تلاوت کر لو اور اسے سامنے رکھو۔ عرفانی

عام مطالب اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اوّلاً انسان کو اس کی فطرت اور اس شہادت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جو انسانی فطرت خدا تعالےٰ کے وجود پر دیتی ہے۔ نیز ان صفات کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی ہے۔ جو بقائے نفس اور تدبیر امر اور قدرت کاملہ کی تجلّیات کی مظہر ہیں۔ اور پھر ان صفات ربّانی اور شہادت وجدانی کو پیش کر کے شرک کا ردّ فرمایا ہے ٭

دوم اس رکوع میں منکرین کی اس حالت کو بیان کیا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے ماموروں اور مرسلوں کی بعثت کے وقت ان کی ہوتی ہے۔ کہ وہ صداقت کو جھٹلانے کے لئے دلائل سے نہیں بلکہ ظن سے کام لیتے ہیں۔ اسی ضمن میں اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے۔ کہ الٰہی سلسلے اور ربّانی مشن کی بناء یقینیات پر ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ماموروں مرسلوں اور ان کے مخالفوں میں یہ امتیاز ہوتا ہے۔ کہ خدا کے مرسل۔ حق اور صداقت کو یقین کے رنگ میں نہ صرف پیش کرتے ہیں۔ بلکہ وہ ثابت کر دیتے ہیں۔ اور ان کے مخالف اور مکذب بالمقابل ظنیات سے کام لیتے ہیں۔ اور یہ خدائی فیصلہ ہے۔ کہ

ظن حق کا مقابلہ نہیں کر سکتا

سوم قرآنمجید کے منجانب اللہ ہونے کے دلائل پیش کئے ہیں۔ اور ثابت کیا ہے۔ کہ یہ قرآن مجید خدا تعالےٰ کا کلام ہونے کے سوا کسی انسانی افتراء کا نتیجہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اور اس کے ضمن میں قرآن کریم کے خصوصاً اور کلام الٰہی کے عموماً تین خاص امتیازی نشان بتائے ہیں۔

چہارم قرآنمجید کے منکرین اور مکذبین پر اتمام حجت کرنے کے لئے تحدّی کی ہے۔ اور مقابلہ کی دعوت دی ہے۔ یعنی پہلے تو قرآن مجید کی صداقت کے دلائل پیش کئے ہیں۔ اور دلائل بھی وہ جو فطرت انسانی کو اپیل کرتے ہیں۔ اور ان میں طبعی ترتیب موجود ہے۔ ان دلائل کے بعد خصم کو ساکت کرنے کے لئے قرآن مجید نے پُرزور تحدی کی ہے۔ اور مقابلہ کیلئے چیلنج دیا ہے جو ابدی چیلنج ہے ٭

پنجم قرآنمجید کی صداقت کو اس طرح پر غیر متزلزل ثابت کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے ایک عام سنت اللہ کو پیش کیا ہے۔ کہ یہ نئی بات نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی تکذیب اور انکار نہیں کیا جا رہا۔ بلکہ جب جب خدا تعالےٰ نے اپنے کسی نبی کو دنیا میں بھیجا ہے۔ تو حق کے دشمنوں نے انہیں اصولوں اور وجوہات پر تکذیب کی ہے۔ نبوت کے مقابلہ کی یہ تاریخی سنت پیش کرتے ہوئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منکرین کی ناکامی اور آپکی کامیابی کی بشارت دی ہے۔ اور اس طرح پر منکرین نبوت محمدیہ کو ان کے انجام بد سے ڈرایا ہے۔ اور نہایت لطیف پیشگوئی ہے ٭

ششم اور بالآخر خدا تعالےٰ نے اس حالت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جو انبیاء کی بعثت کے وقت ہوتی ہے۔ یعنی اس وقت دو گروہ ہوتے ہیں۔ ایک ماننے والوں کا اور دوسرا منکرین کا۔ مگر ان دونوں میں کامیاب وہی ہوتے ہیں۔ جو ماننے والے ہوتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے منکرین کو اس موقعہ پر مفسد قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ وہ ایک مصلح ربّانی کا انکار اور مقابلہ کر کے زمین پر فساد پیدا کرتے ہیں ٭

ان مطالب ستّہ کی تفسیر اور تشریح اپنے اپنے مقام پر آگے آئے گی۔

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ ۔ پوچھو تمہیں آسمان اور زمین سے کون رزق دیتا ہے۔ اور کون کان و آنکھ کا مالک ہے اور کون ہے جو مُردوں سے زندوں کو پیدا کرتا ہے۔ اور زندوں سے مُردوں کو۔ اور کون ہے جو تدبیر عالم کرتا ہے (ان سوالات کے جواب میں وہ) کہیں گے کہ اللہ (جب فطرت یہ شہادت دیتی ہے تو پھر) ان سے کہو۔ کہ تم کیوں اپنے آپ کو بچاتے نہیں۔

تفسیری نوٹ یہ آیت نہایت ہی لطیف طور پر ان فطرتی دلائل کو بیان کرتی ہے جو انسان خود اپنی فطرت کے اندر خدا تعالےٰ کی ہستی اور اس کی صفات کاملہ کے متعلق رکھتا ہے۔ قرآن مجید نے اس کو نہایت ہی لطیف اسلوب اور ابلغ ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے۔ سب سے اوّل اسے بقائے نفس کی ضرورت ہے۔ اور بقائے نفس کے راز کو خدا تعالےٰ نے یہاں مقدم فرمایا اور اس کی فطرت کو متوجہ کر کے پوچھا۔ کہ

کون تمہیں آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے۔

نکتہ معرفت یہاں بڑی ہی لطیف بات بیان فرمائی ہے۔ فرمایا رزق آسمان اور زمین کے مجموعہ سے آتا ہے۔ نہ اکیلا آسمان اس کا موجب ہے نہ تنہا زمین۔ بلکہ جب تک دونوں نہ ملیں۔ اس وقت تک رزق پیدا نہیں ہوتا۔ آسمان سے پانی برستا رہے اگر زمین میں قوت نامیہ نہ ہو۔ اور وہ ان ذرائع رزق کو جو اسی سے پیدا ہوتے ہیں نہ اگائے تو رزق کہاں سے آئے۔ اور اگر زمین باوجود اپنی ان تمام قوتوں کے موجود ہو اور آسمان سے پانی نہ برسے۔ تو وہ قوتیں مردہ اور بے کار ہو جائیں گی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ ذریعہ حیات جو رزق کی صورت میں زمین و آسمان کے باہم تعلق سے پیدا ہوتا ہے نہ رہے۔ اور یوں حیات انسانی کا خاتمہ ہو جاوے۔ یہ راز حیات انسانی مقدرت اور تدبیر سے بالاتر ہے۔ اور ہم روز نہیں ہر آن اسے مشاہدہ کرتے ہیں۔

پھر راز حیات یہیں تک محدود نہیں۔ انسان مختلف قویٰ اور ملکات کا مالک بنا کر بھیجا گیا ہے۔ ان قوتوں اور ملکوں کی تکمیل اور ترقی کے مختلف ذریعے ہیں۔ اور طبعی طور پر ان اسباب میں سے دو قوتوں کو تقدم ہے۔ اور وہ قوت سمع اور بصر ہے۔ تمام علوم کا ابتدائی چشمہ یہی ہے۔ اور سائنس نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ سمع کو سب پر فضیلت ہے۔ اور موجودہ تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ بچہ میں پہلے قوت سمع نشوونما پاتی ہے۔ قرآن کریم کے اسلوب بلیغ نے سمع کو بصر پر مقدم کر کے

اس علمی راز کو حل کر دیا ہے

جو تیرہ سو برس کی سعی بلیغ نے راز حیات کی تحقیقات میں مغربی سائنس دانوں کو بتایا ہے + آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علم کو خدا تعالےٰ سے پایا۔ اور اس کا عملی اثر اسلام میں ہر بچہ کی پیدائش پر نظر آتا ہے۔ کہ اس کے کان میں اذان کہی جاتی ہے +

میں اس مضمون کو یہاں لمبا نہیں کرتا۔ صرف اشارہ کافی ہے۔ کہ یہ جدید تحقیقات قرآن مجید کے ایک لفظ میں موجود ہے ٭

پھر یہ کہہ کر کہ اللہ تعالیٰ کان و آنکھ کا مالک ہے۔ راز حیات کی اس تفسیر کی طرف توجہ دلائی ہے جو صحیفۂ کائنات

ہیں موجود ہے۔ سمع کے لئے ہوا کی ضرورت ہے۔ اس سے علم ہوا کی ایک ضخیم کتاب ہمارے سامنے کھل جاتی ہے۔ آنکھ کے لئے روشنی کی ضرورت ہے اور اس سے روشنی کے تمام علوم کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے۔ قرآن مجید اور اسلام انسان کے سامنے صحیفہ کائنات پیش کرتا ہے۔ اور اس کی علمی بلند پروازیوں کی کوئی حد قائم نہیں کرتا ہے۔ پھر سمع و بصر چونکہ عقل و خرد کے مبادی ہیں اس لئے یہ فرما کر کہ اللہ تعالےٰ سمع و بصر کا مالک ہے یہ بتایا ہے۔ کہ عقل و خرد خدا تعالےٰ ہی کے فیضان اور فضل سے آتی ہے۔ اسباب سب کے لئے اس نے پیدا کر دئے ہیں جو ان سے کام نہیں لیتے۔ وہ آپ محروم ہوتے ہیں ؛

اس آیت میں نہایت ہی لطیف ترتیب اور اسلوب واقع ہوا ہے۔ غور کرو اوّل رزق جو مایہ حیات ہے۔ اس کا ذکر کیا۔ پھر مجرّد زندگی کوئی چیز نہیں۔ جب تک انسان اپنے حواس سے صحیح کام نہ لے سکے عقل و خرد سے بہرہ ور نہ ہو۔ اس لئے اس کا بیان کیا۔ پھر دنیا میں ایک عام نظارہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مُردوں میں سے زندہ اور زندوں میں سے مُردے نکل رہا ہے۔ یعنی اچھوں سے بُرے اور بُروں سے اچھے نکل رہے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی ان قدرتوں اور صفات کا ذکر کرنے کے بعد فرماتا ہے ۔ مَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ۔ کون تدبیر امر کرتا ہے؟ یہ انسانی فطرت سے سوالات ہیں۔

ایک عام عقلمند انسان اور مومن اس فطری شہادت پر غور کرکے معاً بول اُٹھے گا۔ کہ

کیا یہ عجیب بات نہ ہوگی کہ جس کے سپرد کام ہو وہ اسکو توڑ دی؟ نہیں وہ اسے توڑا نہیں کرتا بلکہ اسے چلایا کرتا ہے۔

تدبیر عالم کی صفت سے ہی یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ جب خدا تعالےٰ نے انسان کی حیات طبعی کے لئے اس قدر انتظام فرمایا ہے۔ اور اسے مختلف قویٰ اور ملکات دیکر بھیجا ہے، اور پھر ان تمام قوتوں کے نشو و نما کا سامان اس نے دنیا میں پیدا کیا ہے۔ تو

کان آنکھ (عقل و خرد) دیکر ہدایت ابدی کا سامان نکریگا؟

اس سوال کا جواب طبعی طور پر یہ ہوگا۔ کہ بے شک وہ ہدایت کا سامان مہیا کرتا ہے، اور جیسا کہ دنیا کی اس زندگی کے لئے رزق آسمان سے آتا ہے۔ اور زمین کی قوتوں سے مل کر پیدا ہوتا ہے۔ کلام الٰہی اور ہدایت کا اصل ذریعہ آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ اور دنیا ہی کے انسانوں میں سے وہ جو اس کا اہل ہوتا اس کا حامل بنتا اور خدا تعالےٰ کے اسم ہادی کی تجلی کا مظہر ہو کر مبعوث ہوتا ہے۔ اور

اس کا کامل مظہر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور وہ کامل کتاب قرآن مجید ہے

یخرج الحیّ من المیّت یہ روزانہ مشاہدہ ہے۔ کہ اچھے لوگوں کے گھروں میں بُرے اور بُروں کے ہاں سے اچھے نکل آتے ہیں۔ جبکہ یہ کام روزانہ ہو رہا ہے۔ تو کیا خدا تعالےٰ آدمی کو پیدا کرکے دنیا کو تباہ کر دیگا۔ اور اسے نیکی کا موقعہ نہ دے گا۔

میرا اپنا ذوق میرے نزدیک یخرج الحیّ من المیّت میں ایک اور راز بھی بیان کیا ہے جسکو میں راز حیات سمجھتا ہوں۔ ہر زندگی کے لئے ایک موت لازمی ہے۔ اور وہ موت حیات کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ ایک بیج جو زمین میں بویا جاتا ہے، وہ اپنی ہستی کو کھو دیتا ہے۔ اور زمین کے ساتھ مل جاتا ہے پھر اسے ایک حیات تازہ مل جاتی ہے۔ اور اس کا نشو و نما ہوتا ہے۔ بارش سے پہلے زمین کی تمام قوتیں قریباً مردہ ہوتی ہیں جونہی آسمانی پانی برستا ہے۔ ان مردہ قوتوں میں جان پڑ جاتی ہے۔ اور ہر قسم کی روئیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح قوموں کی تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک قوم ایک وقت میں بالکل زاویہ گمنامی میں پڑی ہوتی ہے، اور پھر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس قوم کے لئے اسبابِ حیات پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہ زندہ قوموں میں شمار ہونے لگتی ہیں۔ اور اسی طرح ایک قوم ایک وقت زندہ اور حکمران قوم ہوتی ہے۔ مگر اپنی غلط کاریوں اور دوسرے اسباب کی وجہ سے جو اس کی قومی موت کا موجب ہوتے ہیں وہ مردہ ہو جاتی ہے یہاں خدا تعالےٰ نے جیسا کہ سورۃ کے شروع میں الٓرٰ کے نقطہ میں دنیا کی قوموں کی تاریخ کی طرف توجہ دلائی تھی۔ ایک نہایت ہی لطیف پیرایہ میں اس مشاہدۂ قدرت کو پیش کرکے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ عربوں کی زندگی اور دنیا کی زندہ قوموں میں اس کے امتیاز کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو فضل اس قوم پر ہونے والا ہے۔ اس کیطرف اشارہ کیا ہے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی صفت مدبّر الامر کے ذکر سے ان فتوحات اور وسعت حکومت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ جو دنیا کی اس گمنام اور مُردہ قوم عرب کے لئے مقدر ہو چکا تھا۔ کہ وہ دنیا کے بادشاہ ہوں گے۔ اور تدبیر عالم ان کے ذریعہ سے ہوگا۔

یہ نظارہ یخرج الحیّ من المیّت کا انسان کی امید کو بہت وسیع کرتا ہے۔ اور اس کی جدّ و جہد اور عملی قوتوں میں نئی روح پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ جب انسان دیکھتا ہے۔ کہ مردوں میں سے زندہ ہو سکتے ہیں۔ تو اُسے کوئی مایوسی کی وجہ نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ ایک پُر امید دل کے ساتھ اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے۔ کہ خدائی قانون اسباب صحیحہ سے کام لینے پر مردوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ اور ان سے غفلت اور بے پروائی کا نتیجہ موت ہوتی ہے۔ جہاں ایک طرف امید پیدا ہوتی ہے خوف بھی پیدا ہوتا ہے۔ کہ زندوں میں سے مُردہ بھی پیدا کرتا ہے۔ یعنے زندہ قومیں مردہ ہو جاتی ہیں۔ جبکہ وہ ترک اسباب صحیحہ اور اعمال مناسبہ میں سُستی کرتی ہیں ؛

پس میرے اپنے مذاق اور فہم کے موافق یہ آیت جہاں ایک طرف خدا تعالےٰ کی ہستی کی دلیل اور انسان کی فطرت سے اپیل ہے۔ اس میں عربوں کے آئندہ اقتدار و ترقی کی پیشگوئی موجود ہے اور یہ چار پیشگوئیاں ہیں

اللہ تعالےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل کے طفیل ان عربوں کو جو اس وقت ایک بھوکی قوم تھی بہت رزق دے گا۔

دوم۔ وہ عقل و خرد کے دنیا کے لئے معلم ہو جائینگے۔ ان کی علمی اور عقلی قوتیں انتہائی درجہ پر پہنچیں گی۔

سوم۔ آج گو وہ مردہ قوم ہے۔ مگر دنیا کی زندہ قوموں میں ممتاز ہوگی۔

چہارم۔ دنیا کی حکومت اور سلطنت ان کو دیجاویگی اور اس طرح پر وہ خدا تعالےٰ کی صفت مدبّر الامر کے مظہر ہوں گے۔

اب تاریخ اس کی گواہ ہے اور واقعات شہادت دیتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع نے ان کو کیا سے کیا بنا دیا۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ یہ باتیں اس وقت کہی گئی تھیں۔ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی مکی زندگی میں ہر قسم کی مصائب اور مشکلات کا دشمنوں کی طرف سے نشانہ بنے ہوئے تھے۔

(ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی مستمرہ سنت نے یہ فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ جو انسان اس دنیا میں مر جاتے ہیں۔ وہ دوبارہ زندہ نہیں ہوتے۔ اس لئے زندگی اور موت کا محاورہ یہاں اسکے لئے نہیں ہے۔ عرفانی)

غرض خدا تعالےٰ اس مشاہدہ کو نہایت لطیف ترتیب کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اور پھر جب ان کی فطرت بول اُٹھی ہے۔ کہ بے شک بقائے حیات کا راز رزق اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ عقل و خرد اور اس کے ذرائع آنکھ کان اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ وہی مُردوں میں سے زندہ اور زندوں میں سے مردہ نکال رہا ہے۔ اور انتظام عالم وہی کرتا ہے۔

تو

فقل افلا تتقون۔ ان کو کہدو۔ کہ ان تمام مناظر کو دیکھکر کیوں اللہ ہی کو ذریعہ حفاظت نہیں بنا لیتے۔ اور تم کیوں یہ غور نہیں کرتے۔ کہ جب ان مدارج اربعہ کی تکمیل اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ تو وہ کیا دنیا کو تباہ کر دیگا۔ اور ان کی ہدایت کا سامان نہ کرے گا؟ فطرت انسانی کا جواب ہے۔ کہ وہ ہرگز تباہ نہ کرے گا۔ بلکہ اس کی ہدایت کا ضرور سامان کرے گا۔ فذٰلکم اللہ ربکم الحق فماذا بعد الحق الا الضلال پس یہی تمہارا اللہ ہے۔ وہ تمہارا رب الحق ہے، اور حق کو چھوڑنا تو صریح ہلاکت ہے۔

مولٰہم الحق و ربکم الحق پچھلے رکوع کے خاتمہ پر فرمایا تھا۔ ردوا الی اللہ مولٰہم الحق اور یہاں فرمایا ربکم الحق اس میں نکتہ معرفت یہ ہے۔ کہ جہاں مولٰہم الحق فرمایا۔ وہ سزا و جزا کا محل تھا اور یہاں تکمیل مدارج کی بحث ہے۔ جزا و سزا کے ساتھ مولیٰ کا تعلق ہے۔ اور تکمیل و تربیت کا ظہور اور تجلّی خدا تعالےٰ کی صفت ربوبیت سے ہوتی ہے۔ اس لئے اس مقام پر ربکم الحق فرمایا۔ اور حق ساتھ رکھکر یہ ظاہر کر دیا ہے۔ کہ

حق کو چھوڑنا تو ہلاکت ہے

فانّٰی تصرفون۔ پس جب حق کو چھوڑنا ہلاکت ہے۔ پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو۔ ان دلائل فطرتی کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ یہ قول فیصل نافذ فرماتا ہے۔

باقی آئندہ

بزرگانِ ملّت اور "الحکم"

الحکم کے اجراء اور احیاء کی خبر سُنکر ہر اس دوست اور بھائی نے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصر سعادت کو پایا ہے انتہائی خوشی کا اظہار کیا۔ اور ہر ایک نے اپنے امکان سے بڑھ کر اسکی اعانت اور اس کے بقاء کے لئے کوشش کا وعدہ فرمایا۔ بعض ایسے بزرگ بھی ہیں جنھوں نے اس کی اعانت کے لئے ایسی نظیر قائم کی ہے۔ کہ وہ سلسلہ کی تاریخ میں ایک زندہ یادگار ہوگی۔ میں ان کا تذکرہ بعد میں کسی دوسرے موقعہ پر کروں گا۔ انشاء اللہ العزیز۔ سردست میں بعض محترم بزرگوں کے جذبات کا اظہار کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک میرے واجب الاحترام اور بزرگ بھائی ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر ہیں۔ ان کے پیغام مبارکباد کی مجھے اس لئے خوشی ہے کہ انہیں الحکم کے ساتھ ہمیشہ محبت رہی۔ اور انہوں نے الحکم کی مالی اعانت میں باوجود ہمعصر ہونے کے کبھی مضائقہ نہ کیا۔ اور وہ اس اخبار کے ایڈیٹر تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دوسرا بازو تھا۔

دوسرے بزرگ میرے واجب الاحترام اور بزرگ بھائی علامہ نیرؔ ہیں۔ انہیں بھی الحکم کے ساتھ ہمیشہ محبت و اخلاص رہا ہے۔ حضرت نیرؔ نے تبلیغ و اشاعت سلسلہ کے لئے جو خدمات افریقہ۔ انگلستان اور ہندوستان میں کی ہیں۔ وہ ایک لذیذ اور دلچسپ تاریخی باب اشاعت سلسلہ کا ہے۔ جسے اپنے وقت پر الحکم میں پیش کیا جائیگا۔ نیرؔ صاحب نے الحکم کے اس اجراء کی خبر پاکر اپنے پیغام مبارکباد کے ساتھ ہی بیس ۲۰ روپیہ کی اعانت بھی پیش کی۔ اور اسے نہایت اخلاص سے پیش کیا ہے۔ مجھے انہوں نے یقین دلایا ہے۔ کہ الحکم کے زندہ رکھنے کیلئے وہ ہمیشہ ہر قسم کی قلمی اور رقمی امداد کے لئے تیار ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ ایسے بزرگوں کو جزائے خیر دے۔ میں ان سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ الحکم کے بقاء کے لئے اپنی دعاؤں سے بھی مدد کریں۔ بغیر کسی مزید تصریح کے میں ان بزرگوں کے اخلاص ناموں کو شائع کرتا ہوں۔ (خاکسار عرفانی)

حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کا پیغام

پیغامِ صادق

"یہ ایک نہایت ہی روح پرور اور راحت افزا خبر ہے۔ کہ سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار الحکم دوبارہ جاری ہونے لگا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مالک و ایڈیٹر حضرت عرفانی کو صحت اور کامیابیوں کے ساتھ لمبی عمر عطا کرے۔ جس جذبہ کے ساتھ انہوں نے سلسلہ احمدیہ کی خدمت کیواسطے یہ جریدہ ابتداءً جاری کیا تھا۔ وہ جذبہ اب تک ان کے دل میں ویسا ہی قائم ہے۔ دراصل الحکم کو انہوں نے کبھی بھی بند نہیں کیا۔ اگر بعض حالات ایسے پیش آتے رہے۔ کہ وہ چھپ نہیں سکا۔ تب بھی ان کے ارادے میں اور قوم کی خواہش میں الحکم کا وجود ہمیشہ قائم ہے۔ الحکم کا لفظ ان دنوں کی یاد تازہ کرا دیتا ہے۔ جب کہ عاجز لاہور میں ملازم حکومت تھا۔ اور قادیان کی خبریں پانے کیواسطے پُراضطراب قلوب کو تسکین دینے کو صرف ایک اخبار الحکم ہی تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جبکہ احمدی اپنی تعداد کی کمی کے سبب غیروں کی نگاہ میں کسی شمار میں نہ تھے۔ مگر اپنے مستقبل کے شاندار نظاروں کو اپنی قوت ایمانی کی بصارت سے دیکھ رہے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب خدا کا مسیحؑ اپنے چند عشاق کے حلقہ میں مسجد مبارک کے چند فٹ مربعہ کے چھوٹے سے کمرے میں بیٹھکر تقریر کرتا تھا۔ اور حضرت عرفانی یا ان کا یہ خادم نامہ نگار اُس تقریر کو اپنی نوٹ بک میں محفوظ رکھ لیتا تھا۔ اللہ۔ اللہ۔ کیا ہی مبارک دن تھے۔ آج کا سال اُسوقت کی ایک گھڑی کی برابری نہیں کرسکتا جبکہ خدا کا نبی ہمارے درمیان موجود تھا۔ الحکم اُن دنوں کی خدمتوں کی ایک یادگار ہے۔ اور اُسکا ہمیشہ جاری اور زندہ رکھنا ہمارا **قومی فرض** ہے۔"

محمد صادق عفا اللہ عنہ ۵ جنوری ۱۹۳۴ء

جذباتِ نیرؔ

الحکم اور جماعت احمدیہ

"جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کا ابتدائی ایام میں شرف بخشا اور جن کے ذریعہ اس زمانہ میں جبکہ آسمان زمین کے قریب تھا۔ خدائے آسمان نے نئی آسمانی بادشاہت میں کام لیا۔ وہ بہت مبارک ہیں۔ ان کا وجود قابل قدر انکی امداد موجب خوشنودی الٰہی ہے۔ ایسے ہر روز کم ہونیوالے وجودوں میں سے ایک ہمارے شیخ یعقوب علی صاحب تراب (عرفانی) ایڈیٹر الحکم ہیں۔ مجھے وہ وقت یاد ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ مسیح موعودؑ جسم عنصری کیساتھ دنیا میں موجود تھا۔ اور ایک سیرِ صبح میں سینکڑوں کو سیر کراتے تھے اور دربارِ شام میں وابستگان دامن کو اپنے کلام فیض ترجمان سے مستفیض فرماتے تھے۔ اُسوقت چلتے ہوئے مسیح موعودؑ کے آگے اور بیٹھے ہوئے حضرت کے سامنے جس شخص کا قلم ہر لفظ کو صفحہ قرطاس پر بڑی تیزی سے لاکر ضبط تحریر میں لاتا اور تمام زمانوں کیلئے ان بیش بہا خزائن کو محفوظ کر لیتا وہ حضرت شیخ صاحب تھے۔ اور جس صحیفہ کے ذریعہ اسکی نشر ہوتی وہ الحکم تھا۔ مجھے یہ معلوم کرکے نہایت مسرت ہوئی ہے۔ کہ شیخ صاحب پھر الحکم شائع کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش میں برکت دے اور انکو ہمت بخشے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کو کہ الحکم "عمدہ و صحیح چھپے" پورا کرسکیں۔ اور استقلال کے ساتھ اس اخبار کو جسے حضورؑ نے دو میں سے ایک بازو کے لقب سے عزت بخشی تھی پھر حرکت دیتے رہیں۔ اور جماعت کو توفیق بخشے۔ کہ اللہ کے فرستادہ حکم و عدل کی یادگار الحکم کو وہ زندہ رکھ سکیں۔ اور اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کی اولاد میں سے ہر ایک کو ان کے بڑے بیٹے محمود سلمہ ربہٗ کی طرح خادمِ دین بنائے۔ آمین ثم آمین۔"

نیرؔ

حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے صحابہ

یہ عنوان انشاء اللہ العزیز الحکم میں مستقل طور پر قائم رہے گا۔ اور اس کے نیچے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندہ اور وفات یافتہ صحابہ کے حالات درج ہوتے رہیں گے۔ مزید سہولتوں کے میسر آنے پر یہ باب مصوّر کر دینے کا عزم بھی ہے۔ و باللہ التوفیق

میں اس سلسلہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام قدیم سے شروع کرنا چاہتا تھا۔ لیکن ایک خاص تقریب کے باعث اس ترتیب کو آج میں قائم نہیں رکھ سکا۔ اور وہ تقریب یہ ہے۔ کہ عین ایام جلسہ کے آغاز میں چوہدری غلام حسن صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر ساکن لویریوالہ کی وفات کی خبر آئی۔ اور ۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو نماز جمعہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے آپ کا جنازہ پڑھا۔ اور نماز جنازہ کی تحریک کرتے ہوئے آپ نے جن جذبات کا اظہار فرمایا۔ وہ آپکی وسعت قلبی اور شفقت کو مجسم کئے دیتے تھے۔ چوہدری غلام حسن صاحب مرحوم کو خلافت ثانیہ کے آغاز میں ابتلاء آیا۔ اور وہ بیعت نہ کر سکے۔ اور اس وقت تک وہ اس رشتہ میں منسلک نہ ہو سکے۔ تاہم انکی زبان اور قلم سے کبھی حضرت خلیفۃ المسیح کی مخالفت میں کوئی بات نہ نکلی۔ اور آخری دنوں میں وہ مصروف تحقیق تھے۔ کہ خدا تعالے کی طرف سے پیغام اجل آ پہنچا۔ انکے صاحبزادے عزیزان مکرم چوہدری عبد الحمید اور عبد المجید سلسلہ بیعت میں داخل ہیں۔ چوہدری صاحب کو اگر کچھ دن اور مہلت ملتی۔ تو خدا کے فضل سے یقین تھا۔ کہ وہ تلافی مافات کر کے فوت ہوتے۔ تاہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انہیں جو محبت اور اخلاص تھا۔ اسکا تقاضا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اپنی جماعت کو لے کر ان کا جنازہ پڑھتے۔ اور حضور نے بھی فرمایا۔ کہ اس محبت و اخلاص کی وجہ سے ان کا ایک حق ہے۔ خطبہ جمعہ میں غالباً وہ پوری تقریر شائع ہو جائیگی۔ میں صرف اس موضوع کے لحاظ سے ان کے حالات پر مختصر تبصرہ لکھتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رضا کے مقام پر اٹھائے۔ اور انکی غلطیوں پر رحم فرمائے۔ میں اپنے ذوق کی بنا پر کہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالے یقیناً ان پر فضل کرے گا۔ اس لئے کہ اسی رحیم و کریم مولیٰ نے حضرت اولوالعزم فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے قلب مطہر میں ان کے لئے نماز جنازہ کی تحریک فرمائی۔ اور آپ نے اپنی جماعت کے ہزاروں انسانوں کو لے کر اس مسجد میں جنازہ پڑھا جو مسجد اقصےٰ ہے۔ جہاں خدا کا برگزیدہ نبی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نمازیں پڑھتا تھا۔ جو بجائے خود برکات اور قبولیت دعا کا مقام ہے۔

میں چوہدری صاحب کے بچوں کے ساتھ اور ان کے خاندان سے اظہار ہمدردی کرتا ہوا انہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعائیں چوہدری صاحب مرحوم کے لئے انشاء اللہ العزیز اکسیر ہوں گی + اگر وہ مزید حالات اور چوہدری صاحب کا فوٹو الحکم کو مہیا کریں گے۔ تو مجھے بے انتہا خوشی ہوگی ؛ عرفانی

حضرت چوہدری غلام حسن صاحب رضی اللہ عنہ

چوہدری غلام حسن صاحب لویریوالہ ضلع گوجرانوالہ کے باشندے اور ایک معزز اور شریف زمیندار خاندان کے ممتاز فرد تھے۔ جنہوں نے ۷۲ سال کی عمر میں اپنے گاؤں لویریوالہ میں ۲۶ دسمبر ۱۹۳۳ء کو حرکت قلب کے بند ہونے سے وفات پائی۔ چوہدری صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخلص صحابہ میں سے تھے۔ انکی زندگی کا بیشتر حصہ چونکہ ملازمت میں گذرا۔ اس لئے ان کو حضرت کی صحبت میں زیر عرصہ رہنے کی دولت سے بہرہ وافر نہ ملا تاہم جب کبھی بھی انہیں موقعہ ملتا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ اور ایام جلسہ میں بھی رخصت مل جاتی۔ تو وہ شمولیت کو اپنی سعادت یقین کرتے۔

اپنے حالات اور قبول احمدیت کے متعلق انہوں نے اپنے ایک بیان میں فرمایا ہے کہ:۔

”میری ۷۲ سال کی عمر ہو گئی ہے۔ اور اب چند دنوں کا مہمان ہوں۔ یہ جو لوگ الزام لگاتے ہیں۔ کہ احمدیت سب کچھ مکر و فریب کا نتیجہ ہے۔ قطعی غلط ہے۔ میری فطرت میں تقلید کا مادہ بہت ہی کم ہے۔ اور جب تک میری تسکین نہ ہو۔ میں دوسرے کی بات کو ہرگز نہیں مانتا۔ میں مشن سکول میں تعلیم پاتا تھا۔ جب اسلام کی برائیاں جو انجیل پڑھانیوالا استاد بیان کرتا تھا۔ اس کے متعلق گھر آ کر مسجد کے مولوی سے دریافت کرتا تھا۔ تو وہ میری تسکین کرنیکی بجائے یہ کہہ دیا کرتا تھا۔ کہ ہم اسی لئے تم کو منع کیا کرتے تھے۔ کہ انگریزی نہ پڑھو عیسائی ہو جاؤ گے۔ اور اس کا مجھے کچھ علم نہ تھا۔ آخر مجبور ہو کر خاموش ہو جاتا۔ جب طالب العلمی کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اور ملازمت اختیار کی۔ تو سید صاحب کی تفسیر اور ترجمہ صحیح بخاری و مسلم خریدی گئیں۔ ان کو پڑھنے سے کچھ معلومات وسیع ہو گئیں۔ اور قرآن کریم کے بار بار پڑھنے سے علم میں ترقی ہو گئی۔ مگر پوری پوری تسکین نہ ہوئی۔ اسی اثناء میں حضرت مسیح موعود کی تعلیم بھی کانوں تک پہنچی۔ اور جب علماء سے دریافت کیا گیا۔ تو انہوں نے یہ جواب دیا۔ کہ یہ شخص منسوخ قرآنی آیتوں پر عمل کرتا ہے۔ اب دل میں اور شبہ پیدا ہو گیا۔ کہ قرآن کریم بھی ایسی کتاب ہے۔ کہ اس پر بھی عمل درست نہیں۔ اسی اثناء میں میرے ایک دوست نے اللہ تعالیٰ اسکو مغفرت کرے ”ازالہ اوہام“ ہمکو پڑھنے کیلئے بھیجی جسکو میں نے بڑے غور سے پڑھا۔ میرے بہت سے شکوک رفع ہو گئے۔ پھر اور کتابیں منگا کر پڑھتا رہا۔ جب یہ پڑھا کہ قرآن کریم کا ایک لفظ بھی منسوخ نہیں ہوا۔ اور متشابہات و محکمات کی بحث کو پڑھا۔ تو دل باغ باغ ہو گیا۔ اور اسلام کا منور چہرہ مجھ کو نظر آ گیا۔ تو میں مسیح موعود کے قدموں میں جا گرا۔ اور بیعت کر لی۔ اور اب تک بیعت پر قائم ہوں“۔ (ماخوذ)

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی ابتدائی تعلیم مشن اسکول میں ہوئی تھی۔ اور ابتدا ہی سے انہیں مذہب سے دلچسپی اور وابستگی تھی۔ انکی طبیعت پر سرسید کے خیالات کا بھی اثر تھا۔ اور یہی چیزیں دراصل ان میں ایک آزاد خیالی پیدا کرنے کا موجب ہوئیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت پر انہیں تحقیق کا شوق ہوا۔ اور وہ سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ اور آخر وقت تک خدا کے فضل سے اس سلسلہ میں داخل رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی **وفات** پر جب اہل پیغام نے اختلاف کیا۔ تو وہ چونکہ مرکز سے باہر تھے۔ اور حالات سے پورے واقف نہ تھے۔ وہ بیعتِ خلافت میں شریک نہ ہو سکے۔ اور بعد کے اثرات نے انہیں الگ ہی رکھا۔ بایں وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی شان میں کبھی جرم گستاخی کے مرتکب نہ ہوئے۔ اور اب آخری ایام میں مصروف تحقیقات تھے۔

چوہدری صاحب ایک عملی انسان تھے۔ سلسلہ کی ضروریات کے لئے وہ مالی خدمات میں ہمیشہ کشادہ دلی سے کام لیتے تھے۔ اور صوم و صلوٰۃ کے پورے پابند تھے۔ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ کہ وہ تہجّد کا بھی التزام کرتے تھے۔ قرآن مجید کی باقاعدہ تلاوت کرتے تھے۔ ہمیشہ کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ اپنے دوستوں سے اخلاص و وفا کا عہد رکھتے۔ اور دوسروں کی مدد کے لئے اپنے دل میں وسعت کے فضل سے حصہ دئے گئے تھے۔ ان کی سیرت کے بعض پہلوؤں پر میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ اور اگر خدا تعالے نے چاہا تو لکھوں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور سلسلہ احمدیہ کے اخبارات کے باقاعدہ خریدار تھے۔ اور کبھی ان کا نام بقایاداروں کی فہرست میں نہیں آیا۔ غرض بہت سی خوبیوں کے انسان تھے ؛

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

اے بے خبر بخدمت قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

سالانہ جلسہ کے متعلق میرے تاثرات

زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

(۱)

قادیان دارالامان کے سالانہ جلسہ کے تفصیلی حالات عزیز ہمعصر الفضل شائع کر رہا ہے۔ اور یہ فی الحال اسی کا حصہ ہے۔ میں جب جلسہ میں شریک ہوا تو اسوقت میرے وہم میں بھی نہ تھا۔ کہ میں جلسہ کے متعلق کچھ لکھنے کا موقع پاسکوں گا۔ لیکن اس اجتماع کی گوناگوں کیفیتوں نے میرے دل میں ایک نہ رکنے والی حرکت پیدا کر دی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض صحابہ نے مجھے ایسے رنگ میں الحکم کے متعلق توجہ دلائی کہ میں پوری بے سروسامانی میں اس کے جاری کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اور میں ان تاثرات کا اظہار "الحکم" کے ذریعہ کر رہا ہوں۔ جو اس جلسہ کو دیکھ کر میرے قلب پر گذرے۔ مولیٰ کریم کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ وہ ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہونگے:۔

(۲)

جلسہ سالانہ کی بنیاد یوں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۸۳ء میں رکھی تھی۔ جیسا کہ آپ کے ایک مکتوب مورخہ ۱۹ر دسمبر ۱۸۸۳ء سے معلوم ہوتا ہے۔ اسوقت آپکو لودہانہ کے احباب بہ اصرار لودہانہ آنے کی دعوت دے رہے تھے۔ آپنے ان کی درخواستوں کے جواب میں اپنی بعض مجبوریوں کو پیش کیا۔ جن میں سے ایک یہ بھی تھی۔ چنانچہ لکھا کہ:۔

"دوسری طرف یہ ضرورت درپیش ہے کہ ۲۶ر دسمبر ۱۸۸۳ء تک بعض احباب بطور مہمان قادیان میں آئینگے۔ اور ان کے لئے اس خاکسار کا یہاں ہونا ضروری ہے"

اسطرح پر عملاً ۱۸۸۳ء میں بنیاد رکھی گئی۔ لیکن ۱۸۹۱ء تک یہی معمول رہا کہ دسمبر کی آخری تاریخوں میں احباب حاضر ہوتے اور حضور کی صحبت میں رہ کر دولت ایمان اور معرفت حاصل کرتے۔ جب آپنے مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو ۱۸۹۱ء کے دسمبر میں آپنے دوستوں کو خود دعوت دی۔ اور اس جلسہ میں **آسمانی فیصلہ** پڑھ کر سنایا گیا۔ اور باقاعدہ سالانہ جلسہ کے انعقاد کی تجویز کی گئی۔ جو انھیں تاریخوں میں منعقد ہوا کرے۔ چنانچہ اب تک یہ اجلاس باقاعدہ ہوتا چلا آیا ہے۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ نے آپ اس کی بنیاد رکھی ہے اسلئے یہ ہمیشہ انشاء اللہ العزیز جاری رہے گا۔ زمانہ کے حالات اور ضروریات کے لحاظ سے اس کے انتظام میں تغیرات ہو سکتے ہیں۔ میرے ایمان میں یہ سالانہ اجتماع برابر جاری رہیگا۔ ۱۸۹۲ء میں جب آپنے جلسہ کے لئے اعلان فرمایا تو اس جلسہ کی مخالفت کے لئے **چینیانوالی مسجد لاہور** سے مخالفت کی آواز بلند ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسکا بصیرت افروز جواب دیا۔ کہ پھر سب قلم ٹوٹ گئے اس طرح پر اس جلسہ کا باقاعدہ نظام مخالفت کے طوفان میں قائم ہوا۔ میں جو ابتداء سے اس جلسہ کے دیکھنے والوں میں سے ہوں۔ اور اس کی تاریخ سے واقف ہوں۔ جب بمبئی سے قادیان کی پاک سرزمین میں پہنچا۔ تو بے اختیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر میری زبان سے نکلا ؂

زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

(۳)

جلسہ کی گذشتہ تاریخ کے تمام واقعات سنیما کی فلم کی طرح میرے تصور کی آنکھ کے سامنے سے گذرنے لگے اور میں نے دیکھا کہ وہ درخت جو خدا تعالیٰ کی ہدایت و ارشاد کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یکہ و تنہا لگایا تھا آج اس کی شاخیں مشرق و مغرب شمال و جنوب تک پہنچی ہوئی ہیں اور اسکے سایہ کے نیچے ہر ملک اور ہر قوم کے لوگ آرام پا رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ جس جلسہ کی ابتداء چند آدمیوں سے ہوئی تھی آج اسکے انتظام کے لئے سینکڑوں آدمی اور مختلف محکمے کام کر رہے ہیں۔ آنیوالوں میں ہر قوم و ملت کے لوگ ہیں اور ملک کے ہر حصہ سے آئے ہیں۔ راس کماری سے لے کر کشمیر تک اور افغانستان سے لے کر برما تک کے احباب موجود ہیں۔ اور قادیان کی سرزمین میں خدا تعالیٰ کے وعدوں کے موافق ایک کثیر مخلوق موجود ہے۔ اور ان کے سامان آسائش و آرام اور مہمان نوازی کے لئے تمام اشیاء میسر ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جیسے خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ دور و دراز سے لوگ آئینگے اور بکثرت آئینگے۔ اور ان کی ہر قسم کی ضروریات کا تکفل اس قادر و قدیر خدا نے اپنے ذمہ لیا تھا۔ ان آنے والے مہمانوں میں ایسے لوگ بھی سیلون وغیرہ سے آئے ہوئے تھے۔ جو یہاں کی زبان نہ سمجھ سکتے تھے۔ مگر پورے اخلاص اور محبت کے ساتھ جلسہ کی برکات سے حصہ لے رہے تھے۔

(۴)

میں نے اس ہجوم کو دیکھا اور خدا کے مرسل پر درود پڑھا۔ اور خدا تعالیٰ کی حمد کی۔ جس نے ان تمام امور کی قبل از وقت بشارت دی تھی۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مہمانوں کے بکثرت آنے کا ہی وعدہ فرمایا تھا۔ بلکہ ان کی ہر قسم کی ضروریات کے تکفل کا وعدہ بھی فرمایا تھا میں نے ہزارہا انسانوں کے مجمع کو دیکھا۔ اور میری آنکھوں کے سامنے وہ دن آنے لگے جبکہ کئی سو کا مجمع ہوتا تھا۔ اور بٹالہ سے انکے قادیان پہنچانے کے لئے یکوں کے انتظام میں مشکلات آیا کرتی تھیں۔ پٹھان کوٹ۔ ڈیرہ بابا نانک۔ گورداسپور۔ کلانور وغیرہ مقامات سے یکوں کی ایک خاصی تعداد ان ایام کے لئے جمع کرنی پڑتی تھی۔ اور اب یہ تعداد اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ اس قسم کے انتظام ناممکن ہو چکے تھے۔ ایسے حالات میں خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور **قادیان** کو ریلوے کے ساتھ ملا دیا۔ اس تصور کیساتھ قادیان ریلوے کے تمام حالات میری چشم تصور کے آگے سے گذرنے لگے۔ کہاں اس لائن کو "بوتاری" تک لیجانے کی سکیم اور اس سکیم میں قادیان کا نام تک آنے سے گریز اور کہاں یہ کرشمہ قدرت کہ صرف قادیان تک ہی یہ ریلوے لائن رہ گئی۔ اور **قادیان لائن** ہی کہلانے لگی۔ یہ خدا تعالیٰ کا زبردست تصرف اور تجلی ہے۔ میں نے دیکھا کہ ریلوے اتھارٹیز اس جلسہ کے اعلان اور اس جلسہ میں آنے والوں کی سہولت اور آرام کے لئے ایک بہت بڑا زائد سٹاف مقرر کرتی ہے۔ اور نہ صرف روزمرہ کی مقررہ گاڑیوں میں زائد بوگیاں لگائی گئیں۔ بلکہ سپیشل ٹرینیں چلائی گئیں۔ **ریلوے سٹاف** نے نہایت صفائی کے ساتھ اعتراف کیا کہ کسی احمدی نے بغیر ٹکٹ سفر نہیں کیا اور اگر کوئی قادیان کا بہ مجبوری ٹکٹ نہ خرید سکا۔ تو اس نے قادیان پہنچکر پہلا کام یہ کیا کہ زائد کرایہ خود بخود ٹکٹ کے ساتھ ادا کر دیا۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی **قوت قدسی** کا ایک معجزہ تھا جس کو ان لوگوں نے دیکھا جو سرکاری ڈیوٹی پر تھے۔ جلسہ میں ہر قسم کا امن و امان رہا اور اس شہزادہ امن کے غلاموں کی اس **اخلاقی کرامت** کو اس انتظامی عملہ نے دیکھا۔ جو پولیس اور مجسٹریٹ علاقہ کے ماتحت کام کر رہا تھا۔ اور تمام انتظام کے لئے پولیس یا سرکاری عملہ سے کوئی مدد نہیں لی گئی۔ بلکہ کام کرنے والے تمام احمدی احباب اور والنٹیر تھے۔ ایک ایسا مجمع جو پچیس ہزار آدمیوں پر مشتمل ہو اور جن میں بعض غیر احمدی بھی آئے ہوئے ہوں۔ اور مختلف طبقوں اور علاقے کے لوگ ہیں جن میں بلا ارادہ بھی اضطراری باتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ کامل سکون و اطمینان اور ہر طرح سے امن و امان کا رہنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ میں شوق سے اور جوش سے پڑھتا تھا

امن است درمقام محبت سرائے ما

(۵)

وہ نظارہ میرے اور ہر فرد کے لئے نہایت مؤثر تھا۔ جبکہ کوئی بچہ کثرت ہجوم میں اپنے والدین یا سرپرستوں سے الگ ہو گیا اور اسے اسٹیج پر اعلان کے لئے لایا گیا۔ اس کا ناک بہہ رہا ہے اور وہ میلے کچیلے کپڑوں میں گرد آلود ہے۔ اور سلسلہ کا امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنی تقریر کو بند کر کے اس **بچہ کو گود میں لے لیا تھا**۔ اور اپنی تسکین بخش مسکراہٹ کے ساتھ اسے دلاسا دیتے ہوئے کہا کہ:۔

رونے کی کیا بات ہے۔

اور پھر اس کے باپ کو آپ پکارتا تھا۔ اس کا والد بیس پچیس ہزار کے ہجوم میں کھڑا ہو کر آواز نہ دیتا۔ خدا تعالیٰ کا یہ برگزیدہ بندہ جو اولوالعزم اور **حسن و احسان** میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر بزبان وحی ہیں ہے اسے لئے کھڑا رہتا سینکڑوں آدمی یہ خواہش رکھتے تھے کہ ہم اسکی گود سے بچے کو لے کر کھڑے ہو جائیں۔ مگر نہیں وہ خود **اپنی گود سے اسے جدا نہ کرتا**۔ میں سچ کہتا ہوں میرے دل کی عجیب کیفیت تھی میں خواہش کرتا تھا کہ

کاش یہ گمشدہ بچہ میں ہوتا۔ اور مجھے یہ سعادت ملتی کہ میں اس گود میں شفقت و محبّت کی برکات حاصل کرتا۔ وقت آئے گا کہ جب یہ بچہ جوان ہو کر اس پر فخر کیا کرے گا کہ ہمکو یہ سعادت اور عزت نصیب ہوئی تھی۔

میں نے اس **نظارہ کو دیکھا**۔ اور اس شفقت و محبت کو مجسم ہوتے دیکھا۔ جو ہمارے امام کے قلب میں اپنے وابستگان دامن کے لئے ہے یہ **نظارہ** مجھ سے حضرت اولوالعزم کی سیرۃ کے ایک پہلو پر بہت کچھ لکھوانا چاہتا ہے۔ مگر

چہ سال در شبیہ ساعت کنم ریگ بیاباں را

(۶)

جلسہ کے انتظامی سلسلہ میں مینے دیکھا کہ خاندانِ نبوت کے نونہال ہر وقت کمربستہ مہمانوں کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔ اور معمولی فرائض اور خدمات ان کے سپرد ہیں۔ مینے انھیں خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مہمانوں کی خدمت میں مصروف دیکھا۔ اور میری آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ نکلے۔ میں نے ان احمقوں پر افسوس کیا۔ جنھوں نے کہا کہ **گدی بنادی گئی ہے**۔ کاش وہ یہاں آتے اور دیکھتے اور انھیں معلوم ہوتا کہ **خاندان نبوت** کے یہ بچے کسطرح پر معمولی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

(بقیہ مضمون دیکھئے صفحہ ۱۲ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابناء الفارس

(از قلم حقائق رقم حضرت (خانصاحب) ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل سول سرجن)

بعض لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "خذوا التوحید خذوا التوحید یا ابناء الفارس" کے لفظ پر تعجب کرتے ہیں کہ کیوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب نہیں کیا گیا۔ اور کیوں ابنائے فارس یعنی آپ کی اولاد کو آپکے ساتھ ملا کر مخاطب کیا گیا ہے۔ اور اس میں کیا مصلحت ہے؟ سو اسکے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی سلسلہ دنیا میں قائم کرتا ہے۔ تو عموماً ایک فرد واحد کو بزرگی قرب اور ہدایت کے لئے انتخاب نہیں کرتا۔ بلکہ ہر سلسلہ کے ساتھ ایک خاندان یا ایک قوم کو ممتاز اور معزز کیا کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے جب آدم کو مبعوث فرمایا۔ تو اس کے خاندان کو بھی بڑی عزت دی۔ اور ان کو تمام دنیا پر سردار منتخب کیا۔ اسی طرح جب ابراہیم کا سلسلہ چلایا۔ تو صرف اسی کے سر پر عزت کا تاج نہیں رکھا۔ بلکہ آل ابراہیم کو بھی اس میں حصہ دار بنایا۔ اسی طرح عمران اور اس کی بیوی کو اللہ تعالیٰ نے جب برگزیدہ کیا۔ تو آل عمران یعنی اس تمام خاندان کو بھی ساتھ ہی بڑی فضیلت عطا فرمائی۔ غرض یہی بات تمام مشائخ کے خاندانوں اور صوفیا کے سلسلوں میں آپ دیکھیں گے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی اور عزت کیساتھ آل محمد کو وہ بزرگی دی گئی کہ ۱۳۰۰ سال تک سادات گویا رشد و ہدایت اور بزرگی اور عزت کے تخت پر قابض و متمکن رہے۔ پس حقیقت یہی ہے کہ جب الٰہی نظر انتخاب کسی فرد پر پڑتی ہے۔ تو وہ اکیلا ہی معزز و ممتاز نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اس کا خاندان بہت لمبی مدت تک اس کی بزرگی میں اس کا شریک رہتا ہے۔ اور وہ لوگ دوسرے افراد پر نمایاں فضیلت رکھتے ہیں ورنہ صرف ایک شخص پر ہی عزت و بزرگی کو ختم کر دینا۔ دوسرے لفظوں میں گویا اسے ابتر بنا دینا ہے۔ اسلئے خدائی انتخابات انفرادی شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں۔ عموماً خاندانی اور قومی ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں بھی فرمایا ہے۔ کہ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ۔ نیز وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْۤ اٰدَمَ ...... الخ اسی طرح درود شریف میں محمدؐ کے ساتھ آل محمدؐ کا لفظ لگا دیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کرتے وقت آپکی اولاد یعنی ابنائے فارس پر بھی یہ الہام خذوا التوحید خذوا التوحید کا نازل فرمایا ہے۔

غیر مبائعین نے یہاں بھی ایک ٹھوکر کھائی ہے۔ جو سمجھ لیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی جو کچھ قرب و بزرگی تھی لے گئے۔ حالانکہ سنت الٰہی صاف یہ معلوم ہوتی کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ ایک فرد کو نہیں بلکہ ایک قوم ایک خاندان کے ذریعہ ہدایت کو دنیا میں پھیلاتا ہے۔ تاکہ ایک بہت لمبے عرصہ تک اپنی اس تائید کو دنیا پر ظاہر کرے۔ جو اس سلسلہ کے حق ہونے پر ایک دلیل ہے۔ وہ ذات پاک اپنے پاک بندوں کو کوثر دیتی ہے نہ کہ اُلٹا ابتر بناتی ہے۔

پس ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ اس سلسلہ کی عظمت اور کارکردگی اور لیڈری حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ختم ہو گئی بلکہ جب تک الٰہی منشاء اس سلسلہ عالیہ کے پھیلنے اور ترقی کرنے کا ہے ابنائے فارس برابر حضور کے کام میں شریک اور رشد و ہدایت کے حصہ دار اور سلسلہ کی لیڈری پر متمکن رہیگے اسیواسطے ان کو حضور علیہ السلام کے ساتھ ملا کر مخاطب فرمایا گیا ہے۔

الحکم کو دیکھ کر

عزیز مکرم شاکر مدیر معاون الفضل نے اپنے جذبات اخلاص و محبت کا اظہار مندرجہ ذیل اشعار میں کیا ہے جن کو میں شکر گزاری کے ساتھ شائع کرتا ہوں۔ (عرفانی)

الحکم الحمدللہ آج پھر جاری ہوا
دشمنانِ دینِ حق پر لرزہ پھر طاری ہوا
پھر مسیحِ پاک کا بازو اُٹھا ہے جوش سے
کفر کی فوجوں پہ پھر اِک حملۂ کاری ہوا
یہ بھی اِک فضلِ عمر کے عہد کی برکت ہے کیوں؟
ہم نہ شاکر ہوں کہ فضلِ حضرتِ باری ہوا

سالانہ جلسہ کے متعلق میرے تاثرات

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۱)

یقیناً وہ ان مہمانوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات اور آیات یقین کرتے ہیں۔ وہ کامل اخلاص کیساتھ چھوٹی سے چھوٹی خدمت کو بھی اپنے لئے سعادت اور فخر کا موجب سمجھتے ہیں۔ اس معاملہ میں ان میں اور دوسرے والنٹیروں میں کوئی امتیاز نہ تھا۔ میں اس نظارہ کا لطف لے رہا تھا کہ میرے کانوں میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اوائل ایام خلافت کی ایک تقریر کی گونج پیدا ہوئی۔ اسوقت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کو جلسہ میں ایک عہدہ دیا گیا تھا۔ آپنے اپنی تقریر میں فرمایا کہ اسے افسر کی بجائے روٹی وغیرہ تقسیم کرنے یا کھلانے کا کام دینا چاہیئے تھا۔ یہ آپ کی تقریر کا مفہوم تھا۔ پھر میں اس کا لطف لے رہا تھا کہ حضرت صاحبزادہ ناصر احمد صاحب کی مختلف سالانہ جلسوں پہ خدمات کا ایک نقشہ میرے سامنے آ گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس نے والنٹیروں کو لے کر ایک موقعہ پر جلسہ گاہ کی توسیع کا کام ایک رات میں کر دیا۔ اور برابر مصروف کار رہا جب تک حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خواہش کو پورا نہ کر دیا۔ اس اخلاص، جوش اور استقلال نے مجھے اسوقت بھی ایک بصیرۃ اور ایمانی لذت عطا کی تھی۔ اور اسوقت بھی میں اسکے ذکر میں ایک لذت محسوس کرتا ہوں۔ یہ باتیں پیدا نہیں ہوتی ہیں جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کامل ایمان اور اس سلسلہ اور جلسہ کے متعلق یہ بصیرۃ کامل نہ ہو کہ یہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ ہے۔ اور اس کی خدمت خدا کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔

(۵)

میری آنکھ نے پھر ایک حیرت افزا چیز دیکھی۔ جو کانوں کے ذریعہ پیش ہوئی تھی حضرت ام المومنین (متعنا اللہ بطول حیاتہا) بہ نفس نفیس لنگر خانہ میں تشریف لے جاتی ہیں۔ اور وہاں کے انتظامات کو دیکھتی ہیں۔ اور اپنی تسلی کرتی ہیں۔ پھر اپنے ذاتی اخراجات سے ایک پلاؤ کی دیگ مہمان خواتین کے لئے تیار کراتی ہیں سوال پلاؤ کی ایک دیگ کا نہیں بلکہ اکرام ضیف کے اس وصف کا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زوجیت کے ساتھ آپ کو ملا۔ مہمانوں کی خاطر و تواضع کے متعلق حضرت ام المومنین کی سیرۃ کا باب بہت وسیع اور اسکی شاندار مثالیں بے شمار ہیں مگر اس عمر میں اور اس کثرت و ہجوم میں آپ کی توجہ ایک خاص سبق دیتی ہے۔

پھر یہی نہیں آپ سٹیشن پر تشریف لے جاتی ہیں اپنی موٹر کو اسوقت مہمان عورتوں کو شہر جانے کے لئے دیدیتی ہیں اور خود سٹیشن پر کھڑی رہتی ہیں۔

(باقی دوسرے پرچہ میں)

احباب سے ایک درخواست

الحکم کے قدیم سرپرستوں کی خدمت میں (جو اب تک خدا کے فضل سے زندہ ہیں) الحکم کا پرچہ ارسال ہے۔ اور مجھے ہرگونہ یقین ہے کہ وہ اس کی سرپرستی میں اپنی مسرت یقین کرینگے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے وہ اسکے خریدار نہ رہنا چاہیں۔ تو ازراہ کرم بواپسی ڈاک اطلاع دیں۔

ایسا ہی

جن دوسرے احباب کی خدمت میں بغرض تحریک خریداری پرچہ بھیجا جاوے۔ وہ اگر خریدار نہ ہونا چاہیں تو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔ الحکم کے اس دور میں میں چاہتا ہوں کہ بقایا کا کوئی حساب نہ رہے۔

میں جذبات آفریں الفاظ میں کوئی اپیل نہیں کرتا۔ صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ الحکم کے احیاء و بقا کی تحریک میں حصہ لینا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بازو کو قائم رکھنے کے ثواب و سعادت سے بہرہ اندوز ہونا ہے (عرفانی)

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر الحکم۔ الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر شیخ یعقوب علی